



## پی آئی بی کالونی

part 2

### باب 19 - زنجیروں کی گونج

رات کی سیاہی آسمان پر پھیل چکی تھی۔  
کالونی کا زنگ آلود گیٹ بولے بولے خودبخود بند ہو رہا تھا۔  
— ہر دھکا، ہر چیخ، ہر مکہ  
کچھ بھی اس کی رفتار روک نہ سکا۔  
آہنی زنجیریں آپس میں ٹکرا کر ایسی آواز نکال رہی تھیں  
جیسے کسی کی ہنسی اور کسی کے رونے کی آواز ایک ساتھ گونج رہی ہو۔

ہاشم نے پوری طاقت سے گیٹ کو دھکیلا،  
لیکن دروازہ گویا کسی نامعلوم قوت سے بند ہو رہا تھا۔  
آخرکار گیٹ ایک دھماکے کے ساتھ بند ہوا  
اور ساری کالونی ایک دم سناٹے میں ڈوب گئی۔

#### ● بند ہونے کے بعد کی خاموشی

خاموشی اتنی گہری تھی  
کہ ہر ایک کو اپنی دل کی دھڑکن تک سنائی دے رہی تھی۔  
ریحان نے کانپتی آواز میں کہا  
یہ... یہ وہی گیٹ ہے نا؟  
— لیکن ہم ابھی تو باہر نکل چکے تھے... پھر... یہ کیسے

جاوید نے اس کی بات کاٹ دی  
یہ کوئی جادو ہے۔  
ہم بس چلتے رہے... مگر سارا جنگل ہمیں گھما کر  
”یہاں واپس لے آیا۔“

حرا نے لرزتی ہوئی سانس کے ساتھ کہا:  
”ہم ابھی بھی... کالونی کے اندر ہیں“

### ● دیواروں کا بدلنا

اچانک ایک کمزور روشنی دیواروں کے اوپر سے چمکی۔  
—ہاشم نے اوپر دیکھا  
،یہ وہی دیواریں تھیں  
مگر اب ان کی اینٹوں کے بیچ سے  
سیاہ رطوبت بہہ رہی تھی۔  
...رطوبت حرکت کر رہی تھی  
ایسے جیسے دیوار کے اندر کوئی زندہ چیز رینگ رہی ہو۔

ریحان نے ایک اینٹ کو ہاتھ لگایا تو  
،اینٹ دھیرے دھیرے اندر دھنسنے لگی  
جیسے وہ مٹی نہیں، نرم گوشت ہو۔  
—ریحان نے جھٹکے سے ہاتھ کھینچا  
،اس کی انگلیوں پر چپچی سرخ رطوبت لگ گئی  
جس سے بوسیدہ گوشت کی بدبو آ رہی تھی۔

### ● پہلا شور

اچانک کالونی کے پرانے اسکول کی عمارت کے اندر سے  
ایک زور دار دھماکہ ہوا۔  
لگتا تھا جیسے کسی نے پوری عمارت کو اندر سے مارا ہو۔  
سب کے دل حلق میں آ گئے۔  
—دھماکے کے ساتھ ہی ایک لمبی چیخ گونجی  
،یہ کسی عورت کی چیخ تھی  
مگر اتنی کھوکھلی کہ جیسے کسی گہری کھائی سے آ رہی ہو۔  
جاوید نے ہاشم کے کان کے قریب سرگوشی کی  
یہ... یہ آواز اندر سے آئی ہے۔“  
”کون ہو سکتا ہے وہاں؟“

ہاشم نے گہری سانس لی  
”ہم اکیلے نہیں ہیں۔“

### ● پہلا نقصان

سب کے قدم پیچھے ہٹنے لگے۔  
—لیکن عفان فیملی کا ایک نو عمر لڑکا—فراز  
اپنی ماں کی چیخ سن کر بے اختیار اسکول کی طرف دوڑا۔  
”امی! میں آ رہا ہوں“

ہاشم نے زور سے پکارا  
”فراز! رُک جا“

مگر فراز نے ایک نہ سنی۔  
وہ اسکول کے دروازے تک پہنچا  
—اور جیسے ہی اس نے بینڈل پکڑا

دروازہ اچانک خود کھل گیا۔  
اندھیری راہداری میں  
دو چمکتی سبز آنکھیں نمودار ہوئیں۔  
اگلے ہی لمحے ایک لمبا سیاہ بازو باہر نکلا  
اور فراز کو ایک جھٹکے سے اندر کھینچ لیا۔  
پورے ہال میں اس کی چیخیں گونجیں  
اور پھر اچانک سب خاموش ہو گیا۔

### ● دہشت کی لہر

فراز کی ماں سارہ آگے بڑھی لیکن ہاشم نے اسے روک لیا  
”نہیں! اندر نہ جانا“  
”یہی ان کا جال ہے

،سارہ فرش پر گر کر رونے لگی  
اس کے آنسو خون کی طرح سرخ فرش پر ٹپکنے لگے۔

### ● رات کی سزائیں

سرد ہوا چلنے لگی۔  
ہوا میں کسی کے سرگوشیوں کی آوازیں پھیلنے لگیں۔  
کبھی کسی بچے کی ہنسی  
کبھی کسی بوڑھی عورت کی آہٹ۔  
یہ آوازیں لوگوں کے دماغوں میں سرسراہٹ لگیں  
جیسے کوئی ہر ایک کے کان کے اندر  
آہستہ آہستہ اپنا نام لے رہا ہو۔

جاوید نے کانپتی آواز میں کہا  
”یہ... ہمیں پاگل بنا دیں گے۔“  
”یہ ہم سے کھیل رہے ہیں

ہاشم نے سب کو پرانے اسکول سے دور ایک مکان میں اکٹھا کیا۔  
سب میری بات سنو۔“  
یہ کالونی ایک جیتا جاگتا قید خانہ ہے۔  
یہ ہمیں باہر نہیں نکلنے دے گی۔  
”ہمیں ہر صورت ایک ساتھ رہنا ہوگا۔

### ● اندر کا خوف

مکان کے اندر سب نے زبردستی اپنے دروازے بند کر لئے۔  
—لیکن باہر قدموں کی چاپ گونجتی رہی  
کبھی قریب، کبھی دور۔

بعض اوقات وہ چاپ چھت سے آتی  
کبھی دیوار کے اندر سے۔

ریحان نے کھڑکی کے پردے کے پیچھے سے جھانکنے کی کوشش کی۔  
—پردہ ہٹا تو باہر کچھ نہ تھا  
لیکن کھڑکی کے شیشے پر  
کسی نے انگلی سے خون سے لکھ رکھا تھا  
”تم واپس نہیں جا سکتے“

ریحان کی چیخ کمرے میں گونجی۔

### ● ہاشم کا فیصلہ

ہاشم سب کو دیکھ کر بولا:  
”یہ صرف شروعات ہے۔“  
یہ جگہ جتنی پرانی لگتی ہے  
اس سے کہیں زیادہ زندہ ہے۔  
—ہمیں اس کے راز تک پہنچنا ہوگا  
”ورنہ یہ ہمیں ایک ایک کر کے ختم کر دے گی۔“

سب کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے۔  
باہر زنجیروں کی مدھم گونج دوبارہ ابھری  
جیسے کوئی گیٹ کے دوسری طرف  
...آہستہ آہستہ تال بجا رہا ہو

## باب 20 - گونجتے سائے 📖

کالونی کی راتیں اب پہلے سے بھی زیادہ بھاری لگنے لگی تھیں۔  
آسمان پر بادل ایسے جمی تھے جیسے کسی نے کالے پتھروں کی چادر تان دی ہو۔  
ہوا میں عجیب سا بوجھ، نمی اور بوسیدہ مٹی کی بدبو تیر رہی تھی۔  
ہر سانس سینے کو کاٹتی، ہر آواز دل کو دبلا دیتی۔

### ● بھوک کی دستک

ہاشم نے پرانے بال کے کونے میں بیٹھے سب کو دیکھا۔  
دو دن سے کچھ کھانے کو نہ تھا۔  
چہرے پیلے پڑ گئے تھے، ہونٹ خشک اور آنکھوں میں صرف خوف۔  
ریحان نے کانپتی آواز میں کہا  
”ہاشم بھائی... اگر کچھ نہ ملا تو... ہم خود ہی نکل پڑیں گے۔“

جاوید نے سخت لہجے میں کہا  
”پاگل ہو گئے ہو؟ باہر قدم رکھتے ہی موت ہمارا انتظار کر رہی ہے۔“  
لیکن پیٹ کی بھوک اور خوف کی ٹھنڈک کا مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔

### ● کھڑکی کے پیچھے کی گونج

اچانک پرانی عمارت کی ٹوٹی کھڑکی سے  
کسی بچے کی ہنسی گونجی۔

بنسی ہلکی تھی مگر اس میں کچھ ایسا تھا  
کہ ہر دل کی دھڑکن رک گئی۔  
سلمیٰ بی بی نے سسکتے ہوئے کہا  
”...یہ... میرا بیٹا لگ رہا ہے... وہی آواز“

ہاشم نے فوراً کہا  
”پردہ ہٹاؤ مت! یہ وہی ہیں“  
”یہ ہمیں باہر بلانے کے لیے آوازیں بدلتے ہیں  
لیکن سارہ نے اپنے کان بند کر لئے اور رو پڑی۔  
”یہ میرا بچہ ہے... میں کیسے نہ سنوں“

### ● مہم کا فیصلہ

بھوک نے آخرکار ہمت پر غالب آنا شروع کیا۔  
ہاشم نے چار جوانوں کو ساتھ لیا  
ریحان، جاوید، کامران اور فراز کا چھوٹا بھائی ایان۔  
ہم اسٹور ہاؤس تک جائیں گے۔“  
”پرانے ڈرمز میں راشن پڑا ہونا چاہیے۔

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔  
یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ راستہ موت کا کھیل ہے  
کوئی پیچھے نہ ہٹا۔

### ● اسکول کی رابداری

اسٹور ہاؤس جانے کے لیے پرانے اسکول کے قریب سے گزرنا پڑتا تھا۔  
یہی وہ عمارت تھی جہاں فراز غائب ہوا تھا۔  
ہوا اور زیادہ ٹھنڈی ہو گئی۔  
کھڑکیوں کے شیشوں پر کسی نے ناخنوں سے کھچا کھچاک نشان بنائے ہوئے تھے۔  
ہر نشان سے ہلکی سی سیٹی کی آواز آرہی تھی  
جیسے دیواریں سانس لے رہی ہوں۔

اچانک اندرونی رابداری سے قدموں کی چاپ گونجی۔  
ہاشم نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو رُکنے کا کہا۔  
...چاپ قریب آتی گئی  
پھر ایک لمبا سیاہ سایہ دروازے کے پیچھے ابھرا۔

ریحان نے دھیرے سے سرگوشی کی  
”یہ... انسان ہے؟“

سایہ دروازے کے عین سامنے آ کر رُک گیا۔  
دو سبز آنکھیں اندھیرے میں چمکیں۔  
—پھر وہ سایہ آہستہ آہستہ لمبا ہونے لگا  
،پہلے دروازے کی اونچائی کے برابر  
پھر چھت کو چھونے لگا۔  
ہر جوڑ ٹوٹنے جیسی آواز کے ساتھ لمبا ہوتا جا رہا تھا۔

اچانک وہ سایہ تیزی سے دروازے کی درز میں سمٹ گیا اور دروازہ دھڑام سے بند ہو گیا۔

### ● اسٹور ہاؤس کی حقیقت

سب کے قدم لرزنے لگے، مگر ہاشم نے ہمت نہ ہاری۔  
”اچلو! جلدی“

وہ سب دوڑتے ہوئے اسٹور ہاؤس پہنچے۔

دروازہ آدھا کھلا تھا۔

اندر مکمل اندھیرا۔

ہاشم نے لکڑی کا ٹکڑا جلا کر روشنی کی۔

کمرے کے بیچوں بیچ ایک بڑا ڈرم رکھا تھا۔

ڈرم کے گرد سرخ نشان بنے تھے

ایسے جیسے کسی نے ناخن سے زمین کھرچی ہو۔

ڈرم کے اندر سے ہلکی ہلکی سرسراہٹ آ رہی تھی۔

جاوید نے ڈرم کھولنے کی کوشش کی۔

اچانک ڈرم کے ڈھکن سے

ایک ہڈیوں جیسا ہاتھ باہر نکلا اور جاوید کے کندھے کو جکڑ لیا۔

ہاتھ کی گرفت برف سے بھی زیادہ ٹھنڈی تھی۔

جاوید نے چیخ مار دی

لیکن ہاشم نے جلتا لکڑی کا ٹکڑا ہاتھ پر مارا۔

ہاتھ دھوئیں کے ساتھ پیچھے ہٹا

—اور ڈرم کے اندر ایک بھیانک چہرہ جھلک دکھا کر غائب ہو گیا

آنکھیں انسان کی تھیں مگر دانت کسی درندے کے۔

### ● واپسی کی جدوجہد

ڈرم کے نیچے واقعی آٹے کے دو تھیلے اور کچھ ڈبے تھے۔

سب نے تیزی سے اٹھا لیے اور واپس دوڑ پڑے۔

پیچھے سے ایک عجیب سی ہنسی گونج رہی تھی

جیسے کوئی ان کی کامیابی پر مذاق اڑا رہا ہو۔

جب وہ مکان تک پہنچے تو دروازے پر خون سے لکھا تھا

”مزید بھوک، مزید خوف“

### ● رات کا نیا کھیل

ہاشم نے سب کو راشن بانٹا مگر کوئی خوش نہ تھا۔

ہر نوالہ اس خوف کے ساتھ کھایا جا رہا تھا

کہ اگلی رات کس کی باری ہوگی۔

ہاشم نے سب کے چہروں کو دیکھا اور دھیمی آواز میں کہا

یہ مخلوق... ہمیں زندہ رکھنا چاہتی ہے۔“

تاکہ ڈر لمبا کھنچ سکے۔

یہ بھوک، یہ سردی—سب اسی کھیل کا حصہ ہیں۔  
”ہمیں ان کے کھیل کے اصول توڑنے ہوں گے... ورنہ ہم بھی فراز کی طرح صرف ایک چیخ بن کر رہ جائیں گے۔

کمرے میں ایسی خاموشی چھا گئی  
جیسے سب کی روحیں کانپ رہی ہوں۔

## باب 21 - دن کا فریب، رات کا انتقام 📖

صبح کی پہلی کرن  
دھند کے بادلوں کے پیچھے سے  
آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی  
کالونی کی ٹوٹی چھتوں پر پھیل رہی تھی۔

گھروں کی دیواریں  
جو رات بھر خوف کی چیخوں سے گونجتی رہیں  
اب سورج کی ہلکی روشنی میں  
نرم اور بے ضرر لگ رہی تھیں۔

### خاموش دن 🌞

باشم آہستہ آہستہ اسکول ہال سے باہر نکلا۔  
پچھلی رات کی ہلچل کے بعد  
یہ سکون کسی خواب جیسا محسوس ہو رہا تھا۔  
پرندے دکھائی نہیں دے رہے تھے  
—لیکن ہوا میں ایک عجیب سی خالی آواز تھی  
جیسے پوری دنیا سانس روک کر  
صرف دیکھ رہی ہو۔

ریحان نے درختوں کی طرف اشارہ کیا  
دیکھو... کچھ بھی تو نہیں ہے۔“  
”شاید یہ سب بس رات کا وہم تھا؟

مگر باشم کی آنکھیں تیز تھیں۔  
اس نے ایک ٹوٹے ہوئے کھڑکی کے کنارے پر  
—ایک جلتا ہوا سبز نشان دیکھا  
بالکل وہی جو کل رات مخلوقات کی آنکھوں میں چمکتا تھا۔  
اس کا دل زور سے دھڑکا۔  
یہ دن... صرف دکھاوا تھا۔

### رات کا وعدہ 🕯

دن گزرتا رہا۔  
لوگ بکھری ہوئی چیزیں سمیٹتے  
پانی کے خالی ڈرموں میں بارش کا پانی جمع کرتے  
اور خود کو یقین دلاتے رہے  
کہ شاید یہ عذاب ختم ہونے والا ہے۔

لیکن جیسے جیسے سورج ڈھلنے لگا  
کالونی کی ٹوٹی ہوئی گلیوں میں  
پھر وہی نمی بھری بو پھیلنے لگی۔  
بوا کا درجہ ایک دم گر گیا۔  
ہر سانس بھاپ بن کر نکل رہی تھی۔

سلمیٰ بی بی نے کپکپاتے لبوں سے کہا  
”یہ... یہ وہی بو ہے۔“

### حملے کی پہلی دستک 🧠

رات کے عین وسط میں  
بال کی چھت سے ایک لمبی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔  
جیسے کوئی بھاری جسم رینگتا ہوا  
اندر اترنے کی کوشش کر رہا ہو۔

پھر اچانک باہر کی دیواروں پر  
کھجانے کی آوازیں گونجیں۔  
...کھرچ کھرچ... کھرچ کھرچ  
ایسا لگتا تھا جیسے سینکڑوں ناخن  
پتھر کو کاٹ رہے ہوں۔

جاوید نے کان سے دروازے پر کان رکھا۔  
اندر آتی ایک مدھم سرگوشی نے  
اس کا دل چیر دیا  
...ہم دن کو تمہیں دیکھتے ہیں“  
...رات کو تمہیں لے جاتے ہیں“

### اندھیری بوا کا طوفان 🌪️

کھڑکیاں بند تھیں  
دروازے مضبوطی سے جڑے تھے  
پھر بھی بال کے اندر  
اچانک ٹھنڈی بوا کا زوردار جھونکا داخل ہوا۔  
موم بتیوں کی لو ایک ایک کر کے بجھنے لگی۔  
اندھیرا ایسا چھا گیا  
جیسے سورج کبھی تھا ہی نہیں۔

ریحان نے چیختے ہوئے کہا  
”!!—وہ واپس آ گئے ہیں“

### پہلا شکار 📌

کھڑکی کے قریب بیٹھا ایک نوجوان  
اچانک اپنی جگہ سے اچھلا۔  
اس کی گردن کے پیچھے  
کسی برفیلے ہاتھ کی گرفت تھی۔  
سب کے دیکھتے دیکھتے



—وہ اندھیرے میں گھسیٹ لیا گیا  
نہ کوئی آواز، نہ کوئی نشان۔

بال میں بچوں کے رونے  
عورتوں کی چیخیں  
اور دیواروں پر مخلوقات کے رینگنے کی  
خوفناک آوازیں گونجنے لگیں۔

### ● اختتام سے پہلے کا آغاز

ہاشم نے دل ہی دل میں سوچا  
یہ رات... پچھلی سب راتوں سے مختلف ہے۔  
—یہ صرف حملہ نہیں  
یہ انتقام ہے۔

اس کی نظریں ٹوٹے ہوئے کھڑکی کے پار گئیں۔  
چاند کے نیچے  
کچھ ایسے سائے حرکت کر رہے تھے  
—جن کی شکلیں انسانی نہیں تھیں  
لمبی، پھیلی ہوئی  
جیسے وہ صرف اندھیرے سے بنے ہوں۔

اور تب ہاشم کو ایک بھیانک سچائی کا احساس ہوا  
...یہ مخلوقات صرف رات میں آتی نہیں  
یہ دن میں دیکھتی ہیں۔  
اور آج کی رات  
—ان کا پہلا وار نہیں  
بلکہ اصل کھیل کی شروعات ہے۔

## باب 22 - خون کا شور، سائے کا کھیل

### ● اندھیری گونج

رات کی سیاہی اب صرف باہر نہیں  
بال کے اندر بھی سانس لے رہی تھی۔  
—ہر کونے سے ایک عجیب سرسراہٹ اُٹھ رہی تھی  
جیسے ہزاروں زبانیں بیک وقت  
کچھ پڑھ رہی ہوں۔  
ہوا میں نمی اور لوہے کی بو  
ایسی گھلی ہوئی تھی  
کہ سانس لینا مشکل ہو گیا۔

ریحان نے لرزتی آواز میں کہا  
”یہ آوازیں... کہاں سے آ رہی ہیں؟“

ہاشم نے آہستہ کہا  
...یہ صرف دیواروں سے نہیں“

”یہ زمین سے آ رہی ہیں۔

## فرش کا راز 🧐

اچانک بال کا فرش ہلکا سا اوپر نیچے ہوا۔  
ایسا لگا جیسے نیچے کوئی  
ہزاروں ہاتھوں سے زمین کو دھکیل رہا ہو۔  
پھر دراڑیں بننے لگیں۔  
—باریک، سانپ کی طرح مڑتی ہوئی دراڑیں  
جو آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے جڑنے لگیں۔

سلمیٰ بی بی نے کانپتی آواز میں کہا  
”ایہ زمین... سانس لے رہی ہے“

پھر ایک جگہ کی دراڑ اچانک چوڑی ہوئی  
اور اندر سے ایک لمبا، سفید، ہڈیوں جیسا بازو باہر نکلا۔  
بازو پر کوئی گوشت نہیں  
...بس نمی سے چمکتی ہڈیاں  
اور انگلیاں جو کسی سانپ کی طرح ہل رہی تھیں۔

## پہلا دھاوا ⚡

—ایک نوجوان لڑکی—عائشہ  
،چیختی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی  
مگر بازو نے جھپٹ کر  
اس کے پاؤں کو جکڑ لیا۔  
ایک جھٹکے میں وہ نیچے کھینچی گئی۔  
،اس کی چیخیں بال میں گونجیں  
پھر اچانک خاموشی۔  
صرف خون کی ایک باریک لکیر  
فرش کی دراڑ میں جذب ہو گئی۔

،جاوید آگے بڑھا  
لوہے کی سلاخ سے بازو پر وار کیا۔  
...بازو ٹوٹا نہیں  
بلکہ ٹکڑوں میں بکھر کر  
دوبارہ جڑ گیا۔  
ٹوٹنے کی آواز میں  
—ایک عجیب، ہنسنے جیسی گونج تھی  
جیسے کسی نے مذاق کیا ہو۔

## کھڑکیوں کا دھوکہ 🏠

اسی لمحے کھڑکیوں کے باہر  
ہلکی ہلکی سبز روشنی نمودار ہوئی۔  
روشنی ایسی تھی  
جیسے دور درختوں کے پیچھے  
کوئی جشن ہو رہا ہو۔

ریحان نے کہا  
”شاید... باہر نکلنے کا راستہ ہے“

پانچ نوجوان دوڑتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔  
دروازہ خود بخود آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔  
باہر دھند کے بیچ  
سبز روشنی مزید چمکنے لگی۔

مگر جیسے ہی وہ باہر نکلے  
دھند کے اندر سے  
دو سرخ آنکھوں والے لمبے سایے نمودار ہوئے۔  
وہ نہ دوڑتے تھے نہ چلتے  
بس رینگتے ہوئے قریب آ رہے تھے۔

—پہلا لڑکا ایک قدم بھی نہ اٹھا سکا  
سایوں نے اسے جکڑ کر اوپر اٹھا لیا  
اس کا جسم دھند میں غائب ہوا۔  
باقی چار واپس بھاگے  
مگر ان کے پیچھے چلتی سرسراہٹ  
اب ایک بھیانک قہقہے میں بدل گئی۔

### اندھیروں کا شکار 🔥

باشم نے سب کو چیخ کر کہا  
”کھڑکیوں سے دور رہو“  
”ایہ روشنی جال ہے“

لوگ دروازے سے بٹنے لگے  
لیکن جیسے ہی وہ پیچھے ہوئے  
بال کے کونے میں رکھا لوہے کا دروازہ  
اچانک خود بخود بند ہو گیا۔  
پوری عمارت  
ایک ایسے قید خانے میں بدل گئی  
جہاں سے نکلنے کا  
کوئی راستہ باقی نہ رہا۔

### سرد ہواؤں کا وار ❄️

ہوا ایک دم یخ ہو گئی۔  
سانسیں بھاپ میں بدلنے لگیں۔  
ہر شخص کی جلد پر  
چھوٹے چھوٹے برف کے ذرات جمنے لگے۔  
کانوں میں ایک مدھم سرگوشی گونجی  
...تمہیں لگا تم نکل آئے ہو“  
”لیکن تم ہماری زمین پر ہو۔“

ہاشم نے سب کو ایک دائرے میں کھڑا کیا۔  
اس کی نظریں اب کھڑکیوں پر نہیں  
بلکہ فرش پر گڑھی ہوئی تھیں۔  
—وہ جانتا تھا  
یہ مخلوقات رات کو ہی حملہ کرتی ہیں  
اور ان کا پہلا وار  
ابھی اختتام سے بہت دور ہے۔

### ● خاموش اشارہ

دور اندھیرے میں  
ایک نئی حرکت ابھری۔  
فرش کی دراڑیں  
آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے جڑ کر  
کچھ لکھ رہی تھیں۔

—ہاشم نے زمین پر جھک کر دیکھا  
:خون جیسے سیاہ مائع سے بنے الفاظ  
"یہ تو صرف شروعات ہے۔"

اور پھر اوپر چھت سے  
ایک اتنی تیز چیخ ابھری  
کہ ہر کانپتا جسم  
زمین پر گر پڑا۔

...یہ رات  
ابھی ختم نہیں ہونے والی تھی۔

## باب 23 - دیواروں کا پیٹ

### ● خاموشی کا زبر

وہ چیخ جو چھت سے اٹھی تھی  
بال کی فضا کو چیرتی ہوئی ہر کونے میں پھیل گئی۔  
کانپتے جسم زمین پر سہمے پڑے تھے  
سانسیں روک رکھی تھیں جیسے ذرا سی حرکت  
انہیں موت کے منہ میں دھکیل دے گی۔

—ہوا کی نمی اچانک لوہے کی بُو میں بدل گئی  
ایک ایسی بُو جیسے زنگ آلود زنجیروں کو  
بارش میں بھگو کر رکھا گیا ہو۔  
دیواروں پر موجود نمی کے دھبے  
آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگے۔  
...وہ دھبے کسی کی آنکھوں جیسے لگ رہے تھے  
اور ہر آنکھ  
انسانوں کو گھور رہی تھی۔

ریحان نے ہلکی آواز میں کہا  
”یہ دیواریں... سانس لے رہی ہیں۔“

ہاشم نے زمین پر لکھی سیاہ عبارت کو دیکھا  
— جو اب آہستہ آہستہ مٹنے لگی تھی  
لیکن مٹنے سے پہلے  
اس میں سے کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔

### پہلا دھچکا ⚡

اچانک ایک زوردار دھماکے کے ساتھ  
بال کی بائیں دیوار کے بیچوں بیچ  
ایک بڑا سا گول سوراخ بن گیا۔  
اندھیرے کے پیچھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔  
بس ایک بے ہنگم سانس لینے کی آواز  
ایسی گونج رہی تھی  
جیسے کوئی بہت بڑی چیز  
اندر آنے کے انتظار میں ہو۔

سلمیٰ بی بی نے گھبرا کر کہا  
”کچھ... کچھ اندر آ رہا ہے“

پھر سوراخ کے اندر سے  
ایک سیاہ چپچپاتا ہاتھ باہر نکلا۔  
— وہ ہاتھ انسانی تھا  
لیکن انگلیاں کسی کیڑے کی طرح لمبی  
اور ہر انگلی کے سرے پر چھوٹے چھوٹے دانت تھے  
جو بار بار کٹ کٹ بج رہے تھے۔

### خوف کا پھیلاؤ !

لوگ ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔  
چھوٹے بچے چیخنے لگے۔  
— ایک جوان لڑکا—ارسلان  
ڈر کے مارے پیچھے ہٹتے ہوئے  
ایک اور دیوار سے ٹکرایا۔  
— لیکن وہ دیوار سخت نہیں تھی  
...بلکہ نرم اور گداز تھی  
جیسے گوشت۔

دیوار نے اچانک ارسلان کی پیٹھ کو جکڑ لیا  
اور آہستہ آہستہ اندر کھینچنے لگی۔  
اس کی چیخیں پورے ہال میں گونجنے لگیں۔  
ہاشم دوڑا اور لوہے کی سلاخ سے وار کیا  
لیکن ہر وار کے بعد  
دیوار کا گوشت پھر سے جڑ جاتا۔  
چند لمحوں میں

ارسلان کی چیخ مدھم پڑ گئی  
—اور اس کا جسم دیوار کے اندر غائب ہو گیا  
پیچھے صرف خون کی پتلی لکیر رہ گئی  
جو دیوار میں جذب ہو گئی۔

### 🌀 زبریلی ہوا

بال کے اندر کی ہوا  
اب اتنی بھاری ہو چکی تھی  
کہ سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔  
ہر سانس کے ساتھ  
یوں لگتا جیسے کوئی باریک کانٹے  
پھپھڑوں کو چھیل رہے ہوں۔  
کچھ لوگ گھبراہٹ میں زمین پر گرنے لگے۔

جاوید نے لرزتے لبوں سے کہا  
”یہ جگہ“  
”ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گی

### 🏠 نکلنے کی کوشش

ہاشم نے سب کو اکٹھا کیا  
”ہم اگر ایک ہی جگہ رہے“  
”تو سب مر جائیں گے۔“  
—ہمیں باہر نکلنا ہوگا  
”اچاہے جو بھی خطرہ ہو

اس نے دو جوانوں کے ساتھ  
مرکزی دروازے کی طرف دوڑ لگائی۔  
،دروازہ بند تھا  
لیکن اس بار اس کے بیچ ایک چھوٹا سا شگاف تھا۔  
شگاف کے پیچھے  
مدھم سبز روشنی ٹمٹما رہی تھی۔

ریحان نے کہا  
”ایہی راستہ ہے... ہمیں جانا ہوگا“

ہاشم نے شگاف میں ہاتھ ڈال کر زور لگایا۔  
دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔  
باہر سرد ہوا کا جھونکا آیا  
جس میں سڑاند اور خون کی بو ملی ہوئی تھی۔

### 💀 دھوکہ دہ روشنی

،سبز روشنی اب مزید روشن ہو چکی تھی  
لیکن اس کے بیچ  
ایک دھندلا سا سیاہ سایہ کھڑا تھا۔  
—وہ سایہ بالکل انسان جیسا تھا

چہرہ، ہاتھ، پیر سب واضح۔  
مگر اس کے چہرے پر کوئی نقش نہیں تھے  
بس دو سرخ گڑھے  
جہاں آنکھیں ہونی چاہئیں۔

سایہ ہلکی سی سرگوشی میں بولا  
راستہ... تمہارے سامنے ہے۔“  
”بس ایک قدم... باہر رکھ دو۔

—ایک نوجوان لڑکی—انعم  
سایہ دیکھ کر آگے بڑھی۔  
ہاشم نے اسے روکنے کی کوشش کی  
لیکن وہ پہلے ہی شگاف کے پار تھی۔  
جیسے ہی اس نے باہر قدم رکھا  
اس کا جسم ایک لمحے میں  
کالی دھند میں تحلیل ہو گیا۔

اس کے جانے کے ساتھ ہی  
—سبز روشنی بجھ گئی  
اور شگاف خود بخود بند ہو گیا۔

### دیواروں کا قہقہہ 🔥

بال کی ہر دیوار  
اچانک ہلکی ہلکی لرزنے لگی۔  
پھر ایک ساتھ  
ایسی آواز آئی  
جیسے سینکڑوں لوگ بیک وقت ہنس رہے ہوں۔  
یہ قہقہہ  
کانوں کے پردے پھاڑ رہا تھا۔

ریحان نے کان بند کرتے ہوئے چیخا  
”ایہ... یہ جگہ ہمیں کھا رہی ہے“

ہاشم نے زمین پر پڑی سلاخ کو مضبوطی سے پکڑا  
آنکھوں میں خوف کے ساتھ عزم بھی تھا۔  
...ہم یہاں مرنے نہیں آئے“  
”ہمیں ہر حال میں لڑنا ہوگا۔

### اگلی آفت کا اشارہ 🌑

اوپر چھت پر لٹکتے بوسیدہ پنکھے  
آہستہ آہستہ خود بخود گھومنے لگے۔  
ان کے گھومنے سے نکلنے والی کرخت چیخ  
ایسی تھی  
جیسے کوئی زندہ چیز  
آخری سانس لے رہی ہو۔

پھر زمین کی دراڑوں سے  
—سیاہ دھواں نکلنا شروع ہوا  
اور دھوئیں کے بیچ  
، دو اور سائے نمودار ہوئے  
ہر ایک کے ہاتھ میں  
بڈیوں سے بنی ہوئی کوئی شے تھی۔

...یہ رات  
اب پہلے سے بھی زیادہ خونخوار ہونے والی تھی۔

## باب 24 - برف کی پہلی سانس

### صبح کا دھوکہ

رات بھر کی بھیانک چیخوں کے بعد  
بال میں پھیلی ہوئی سرانڈ آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔  
پہلی کرن اندر آئی، مگر  
—یہ روشنی عام سورج کی نہیں تھی  
، یہ ہلکی نیلگوں اور سرد تھی  
ایسی سرد کہ جلد کو چھیلتی محسوس ہوتی۔

باشم نے کھڑکی کی درز سے باہر جھانکا۔  
پوری کالونی پر ایک سفید تہہ جمی ہوئی تھی۔  
—زمین، درخت، چھتیں  
سب پر برف کی پہلی پرت۔  
یہ منظر اتنا غیر فطری تھا  
کہ دل میں ایک ہی خیال آیا  
یہ کوئی عام موسم نہیں۔

ریحان نے کپکپاتی آواز میں کہا  
...یہ جگہ“  
”اب ہمارے موسم بھی بدل رہی ہے۔

### بوا کا زہر

دروازہ کھلتے ہی  
ایک برفیلی بوا اندر لپکی۔  
یہ بوا سانسوں کو چھری کی طرح کاٹ رہی تھی۔  
چند سیکنڈ میں ہی بال کا درجہ حرارت  
ایسا ہو گیا کہ ہر سانس دھواں بننے لگا۔  
، چھوٹے بچے فوراً رونے لگے  
بزرگوں کے ہونٹ نیلے پڑنے لگے۔

سلمیٰ بی بی نے باشم کا بازو پکڑ کر کہا  
یہ سردی... یہ عام نہیں۔“  
”اہم سب جم جائیں گے اگر کچھ نہ کیا



## پہلا شکار !

ابھی سب کچھ سمجھنے کی کوشش کر ہی رہے تھے  
—کہ ایک نوجوان—حمزہ  
کپکپاتے ہوئے بال کے کونے میں بیٹھ گیا۔  
اس نے کہا

”...میں... میں سانس نہیں لے پا رہا“

چند ہی لمحوں میں  
،اس کے ہاتھوں کی انگلیاں سیاہ پڑ گئیں  
پھر اس کا پورا جسم برف کی طرح  
اکڑ کر ساکت ہو گیا۔  
،آنکھیں کھلی رہیں  
مگر اندر کی روشنی بجھ چکی تھی۔

کسی نے چیخ کر کہا  
”ایہ سردی مار رہی ہے“

## تیاری کی کوشش

ہاشم نے سب کو اکٹھا کیا  
ہم سب ایک ہی بال میں نہیں رہ سکتے۔“  
،کچھ کو لکڑیاں ڈھونڈنی ہوں گی  
کچھ کو کھانے کا انتظام۔  
”اور نہ صبح تک آدھے لوگ زندہ نہیں بچیں گے

کامران بھائی اور دو جوان  
کمبل اور لکڑیاں تلاش کرنے نکلے۔  
ان کے قدم برف پر پڑتے ہی  
چٹخنے کی ایسی آواز آئی  
جیسے زمین خود ٹوٹ رہی ہو۔  
ہر درخت کی شاخ پر  
—برف کے ساتھ خون کے لال قطرے چمک رہے تھے  
،کسی کو یاد نہیں کہ بارش ہوئی ہو  
مگر یہ قطرے تازہ لگ رہے تھے۔

## سرخ برف

پرانے اسکول کے میدان میں  
—انہیں ایک پرانا ڈھیر ملا  
پھٹی پرانی جیکٹس اور کچھ لکڑیاں۔  
لیکن ہر لکڑی کے نیچے  
پتلی سرخ برف جمی ہوئی تھی۔  
لکڑی اٹھاتے ہی  
:نیچے سے دھیمی سرگوشی سنائی دی  
”گرم رہنا چاہتے ہو“  
”...قیمت چکانی پڑے گی“

کامران نے خوفزدہ ہو کر لکڑی چھوڑ دی۔  
برف نے فوراً اس کی ایڑھی پکڑ لی  
اور لمحوں میں اس کے جوتے کو  
سخت برف میں جما دیا۔  
، دو جوانوں نے زور لگا کر اسے کھینچا  
— پاؤں کے جوتے وہیں رہ گئے  
برف کے اندر سے ہلکی ہلکی ہنسی آ رہی تھی۔

### اجتماعی پناہ 🏠

ہاشم نے فیصلہ کیا  
، ہم سب کو ایک بڑی عمارت میں اکٹھا ہونا ہوگا“  
”جسموں کی گرمی ہی ہمیں بچا سکتی ہے۔  
سب لوگ ایک بوسیدہ اسکول کی عمارت میں جمع ہوئے۔  
چالیس کے قریب افراد  
ایک ہی بڑے کمرے میں سمٹ کر بیٹھے۔  
، کچھ نے دروازے بند کیے  
کچھ نے کپڑوں کے ٹکڑوں سے کھڑکیاں بھر دیں۔  
، ہر سانس دھند بن کر اٹھ رہی تھی  
ہر لمحہ جسم ایک دوسرے سے  
گرمی چرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

### برف کی چال 🧠

رات کے بیچوں بیچ  
زمین کے نیچے سے ہلکی ہلکی سرسراہٹ آنے لگی۔  
پہلے لگا کہ برف پگھل رہی ہے۔  
— پھر ایک بچی — عالیہ  
:چیخ اٹھی  
”امی... نیچے کوئی سانس لے رہا ہے“

اگلے لمحے فرش کے بیچ میں  
ایک لمبی دراڑ پڑی۔  
، دراڑ سے ایک سفید رنگ کی ہڈیوں جیسی انگلی نکلی  
جو آہستہ آہستہ اندر موجود لوگوں کی طرف  
کھسکنے لگی۔

، ہاشم نے فوراً سب کو پیچھے ہٹایا  
لیکن ایک کمزور بوڑھا آدمی  
وقت پر نہ ہٹ سکا۔  
انگلی نے اس کی پنڈلی پکڑی  
اور برف کے اندر گھسیٹنا شروع کر دیا۔  
اس کی چیخیں اتنی تیز تھیں  
— کہ سردی بھی لمحہ بھر کو رکتی محسوس ہوئی  
مگر برف نے اسے مکمل نگل لیا۔

## اندر کی دراڑیں

رات بھر کوئی سو نہ سکا۔  
ہر طرف صرف دانت بجنے کی آوازیں  
،سانسوں کی بھاپ  
اور برف کے نیچے سے آنے والا  
بے ہنگم سرسراہٹ کا سلسلہ۔

ہاشم نے لرزتی آواز میں کہا  
”یہ سردی“

یہ مخلوق کا نیا ہتھیار ہے۔  
—ہمیں صرف رات ہی نہیں  
”اب ہر دن بھی زندہ رہنے کی جنگ ہے۔

،باہر برف باری تیز ہوتی گئی  
اور آسمان پر ایک دھندلا سا سرخ چاند  
—پوری کالونی پر جھکنے لگا  
جیسے موت خود اوپر سے  
ان کے سانس گن رہی ہو۔

## باب 25 – ایک گھر کی قید

### خوف کی سرد دوپہریں

سردی کے یہ دن ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔  
دن کے وقت دھوپ ایک دھندلی، مردہ روشنی کی طرح  
زمین پر پھیلتی مگر گرمی نہیں دیتی۔  
لوگ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر جلا کر  
باتھ تاپنے کی کوشش کرتے مگر  
آگ کی لپک بھی یخ ہو چکی تھی۔

کچھ خاندانوں کے چھوٹے بچے  
پوری رات کھانسی اور کپکپی میں  
ہلکی ہلکی سسکیاں لیتے رہتے۔  
پہلی ہلاکتوں کے بعد اب  
—یہ موت ایک خاموش دشمن بن چکی تھی  
،کوئی چیخ نہیں  
بس آہستہ آہستہ سانس کا ٹوٹ جانا۔

،ہر صبح جب لوگ گنتی کرتے  
:کسی نہ کسی کونے سے یہ خبر آتی  
”...فلان کمرے والا آج نہیں جاگا“  
،یہ جملہ اب کسی کے لیے حیران کن نہ رہا  
بس دل پر ایک اور بوجھ بن کر بیٹھ جاتا۔

### مجلس نجات

ایک شام ہاشم نے سب کو اسکول کے ہال میں اکٹھا کیا۔

اس کی آواز کپکپا رہی تھی مگر لہجہ سخت تھا  
اگر ہم الگ الگ گھروں میں رہے“  
تو یہ سردی ہمیں ایک ایک کر کے ختم کر دے گی۔  
اور رات کی مخلوق بھی  
ہمارے بکھرے وجود کو آسانی سے شکار کر سکتی ہے۔  
—آج سے ہم سب ایک ہی گھر میں رہیں گے  
پرانے اسپتال والی عمارت میں۔  
یہی واحد راستہ ہے کہ ہم  
”ایک دوسرے کی گرمی سے زندہ رہ سکیں۔“

کسی نے ہچکچاتے ہوئے کہا  
”...لیکن وہ عمارت“  
”...وہاں تو رات کو سب سے زیادہ آوازیں آتی ہیں  
ہاشم نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا  
یہاں مرنے سے بہتر ہے“  
”کہ ہم وہاں اکٹھے زندہ رہنے کی کوشش کریں۔“

### اجتماعی پناہ کی تیاری 🏠

رات کے گرنے سے پہلے  
،سب خاندان اپنے بچے  
چند کمبل اور باقی بچی ہوئی خوراک  
اٹھا کر اسپتال کی عمارت کی طرف بڑھے۔  
راستے میں ہر قدم برف پر پڑتے ہی  
ایسی کرکرا آواز آتی  
جیسے زمین کے نیچے کچھ سانس لے رہا ہو۔  
—کچھ عورتیں بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتیں  
انہیں لگتا جیسے کوئی برف کے اندر  
ان کے پیروں کے نشان سونگھ رہا ہے۔  
ہوا میں ایک عجیب سی بوسیدہ لاش کی مہک  
ہر قدم کے ساتھ بڑھتی جاتی۔

### ایک چھت کے نیچے 🧑‍🤝‍🧑

اسپتال کی عمارت کا مرکزی ہال  
اب ایک قید خانہ بن چکا تھا۔  
پچاس سے زائد لوگ  
ایک دوسرے کے ساتھ ٹک کر بیٹھ گئے۔  
کچھ نے کھڑکیاں بند کرنے کے لیے  
،پرانے بیڈ کے لوہے کے فریم استعمال کیے  
کچھ نے دروازوں پر اینٹیں جما دیں۔  
ہوا میں انسانوں کے جسموں کی گرم بھاپ  
اور ڈر کی نمی گھل گئی۔  
ہر شخص دوسرے کے کندھے سے لگا

یہ محسوس کر رہا تھا  
کہ کسی اور کی دھڑکن  
اس کے دل کی رفتار کو سہارا دے رہی ہے۔

### رات کی سرگوشیاں

آدھی رات کے قریب  
—کمرے کی چھت پر ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی آواز آئی  
جیسے کوئی اوپر برف پر چل رہا ہو۔  
،پہلے سب نے اسے نظرانداز کیا  
پھر ٹک ٹک کے ساتھ  
لمبی کھچتی ہوئی سانسوں کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔

،زینت، جو ہاشم کے پاس بیٹھی تھی  
:کانپتی آواز میں بولی  
”ابو... یہ کون ہے...؟“

:ہاشم نے اسے سینے سے لگا کر کہا  
”...خاموش رہو... یہ بس ہوا ہے“  
مگر اس کی اپنی آنکھیں  
چھت پر جمی سیاہ دھند کو گھور رہی تھیں  
جہاں کبھی کبھی  
دو سرخ چمکتے نقطے  
ہلکی سی حرکت کے ساتھ دکھائی دیتے۔

### اندر کا خوف

،وقت گزرتا رہا  
کسی نے ہلکی سی کھڑک کی آواز پر کمبل کے اندر  
باتھوں کو اور مضبوطی سے سمیٹ لیا۔  
کچھ بچے نیم بیہوشی میں سسکتے رہے۔  
کوئی ماں آہستہ آہستہ کلمے پڑھتی رہی۔  
ہر شخص دل ہی دل میں جانتا تھا  
،کہ مخلوق ان کے قریب ہے  
لیکن اجتماعی سانسوں کی حرارت  
کم از کم سردی کی موت کو  
چند گھنٹے پیچھے دھکیل رہی تھی۔

### صبح کی دھندلی کرن

،جب بالآخر روشنی نے ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹایا  
اندر کا درجہ حرارت ذرا سا بڑھا۔  
مگر کوئی خوشی نہ تھی۔  
رات کو کسی نے مخلوق کو اندر آتے نہیں دیکھا  
لیکن کمرے کے ایک کونے میں  
—برف کا چھوٹا سا ڈھیر پڑا تھا  
اور اس ڈھیر کے بیچ

کسی کی ادھ کھلی آنکھ  
پتھریلی برف میں جمی ہوئی تھی۔

باشم نے اس آنکھ کو ڈھانپتے ہوئے کہا  
—یہ رات ہمیں صرف ایک سبق دے رہی ہے“  
”ہماری سانسیں ابھی ان کی مرضی سے چل رہی ہیں۔

اس دن سے کالونی کے سب لوگ  
ہر رات ایک ہی گھر میں جمع ہونے لگے۔  
لیکن کوئی نہیں جانتا تھا  
کہ یہ اجتماعی گرمی  
کب ان کے لیے مزید  
ایک اور خوف کا دروازہ کھول دے گی۔

## باب 26 - عارضی سکون

### پہلی پرسکون صبح

کئی راتوں کے بعد  
پہلی بار سورج کی کرنیں  
کالونی کے ٹوٹے شیشوں سے اندر جھانک رہی تھیں۔  
ہوا اب بھی برفیلی تھی  
—لیکن آج اس میں ایک عجیب سا سکون تھا  
جیسے موت کی دھیمی چاپ  
کچھ دیر کے لیے پیچھے ہٹ گئی ہو۔

باشم صبح سویرے اٹھا  
اور اسپتال کے بال کے دروازے کے پاس جا کھڑا ہوا۔  
دھند کے پیچھے پھیلا سنہری آسمان  
ایسا لگ رہا تھا جیسے  
کسی نے خوف کی سیابی کو  
ہلکے پیلے رنگ سے ڈھانپ دیا ہو۔  
وہ دیر تک بس یہی منظر دیکھتا رہا  
:پھر آہستہ سے بولا  
”شاید... شاید یہ سردی“  
”ہم پر رحم کھانے لگی ہے۔

### چہروں پر پہلی مسکراہٹ

جب لوگ ایک ایک کر کے بیدار ہونے لگے  
تو ان کے چہروں پر بھی  
پہلی بار ہلکی سی زندگی جھلکنے لگی۔  
چھوٹے بچے جو راتوں کو کپکپاتے تھے  
اب ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے کی ضد کرنے لگے۔  
کسی نے چائے کے لیے  
،پرانی لکڑی کے ٹکڑوں کو آگ لگائی

اور دھوئیں کی مہک  
بال میں ایک مانوس گرمی پھیلانے لگی۔

ریحان نے دھیرے سے کہا  
...پچھلی تین راتوں میں کوئی نہیں مرا“  
”یہ تو کمال ہے

سلمیٰ بی بی نے ٹھنڈی سانس کے ساتھ جواب دیا  
...یہ رب کی مہربانی ہے“  
لیکن ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہیے  
”کہ خطرہ ختم ہو گیا ہے۔

### مشتکہ زندگی 🏠

اب سب خاندانوں نے  
اپنی زندگی کو ایک ہی چھت تلے  
منظم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔  
کچن کا ایک کونا  
سب کے کھانے پکانے کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔  
بچے ایک طرف کھیلنے لگے  
،مرد باہر جا کر برف سے لکڑیاں لاتے  
اور عورتیں کپڑوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر  
کسی طرح گرم کمبل تیار کرتیں۔

یہ پہلا موقع تھا  
جب خوف کی بجائے  
ایک ساتھ جینے کی خوشبو محسوس ہونے لگی۔  
باشم نے کہا  
”یہی طریقہ ہے۔“  
جب ہم اکٹھے ہیں  
نہ سردی ہم پر قابو پا سکتی ہے  
”نہ وہ چیزیں جو رات کو آتی ہیں۔

### خاموش راتیں ❄️

اگلے کئی دن  
راتیں عجیب حد تک خاموش رہیں۔  
،نہ چھت پر سرگوشیاں  
،نہ کھڑکیوں پر دستک  
نہ مخلوق کی سرخ آنکھیں۔  
یہ سکوت ایسا تھا  
کہ کچھ لوگ سوچنے لگے  
شاید وہ مخلوق واقعی واپس چلی گئی ہے۔

زینت نے باشم سے سرگوشی میں کہا  
”ابو... کیا ہم جیت گئے ہیں؟“  
باشم نے بیٹی کو گود میں لے کر

مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا  
...ابھی کچھ کہنا جلدی ہوگا“  
”لیکن ہاں، آج کی رات جیت ہماری ہے۔

### دھوکہ دینے والا امن 🌙

یہ پرسکون دن اور راتیں  
کالونی کے لوگوں کے لیے  
امید کا چراغ بننے لگیں۔  
برگزرتے دن کے ساتھ  
وہ سوچنے لگے کہ شاید  
یہ طوفان آخرکار تھم رہا ہے۔  
مگر کچھ چہروں پر  
اب بھی وہی پرانی سختی باقی تھی۔

سلمیٰ بی بی اکثر کھڑکی کے قریب بیٹھ کر  
اندھیرے میں جھانکتیں اور کہتیں  
...یہ خاموشی“  
یہ اصل خطرہ ہے۔  
—یہ مخلوق کی سب سے پرانی چال ہے  
،پہلے تمہیں سلا دو  
”پھر ایک جھٹکے میں سب کچھ چھین لو۔

### آنے والے سائے ☁️

کچھ لوگ بنستے  
کچھ دعائیں پڑھتے  
اور کچھ بس خاموش رہتے۔  
لیکن کسی کے دل سے  
یہ سوال نہیں نکلتا تھا  
...کیا یہ امن واقعی رحمت ہے  
یا ایک نئی آفت کا  
خاموش آغاز؟

## باب 27 – دروازہ فریب 📖

### پرسکون رات کی دھڑکن ●

وہ رات باقی سب راتوں سے بھی زیادہ خاموش تھی۔  
پورا گروپ پرانے اسکول کے بڑے ہال میں جمع تھا۔  
آگ کے الاؤ کی ٹمٹماتی روشنی میں  
بچوں کے سائے دیواروں پر لرز رہے تھے۔  
،سردی اب بھی کاٹ کھا رہی تھی  
—لیکن ایک عجیب سا سکون سب کے دلوں میں اتر رہا تھا  
ایسا سکون جس نے لوگوں کے کانوں کو بھی  
اندھیری سرگوشیوں سے غافل کر دیا تھا۔



اوپر کی پہلی منزل پر  
باریک سی ہلچل کی آواز آئی۔  
...کسی نے دھیان نہ دیا  
سوائے **نعمان** کے۔  
سترہ سالہ نعمان  
جس کے دل میں ڈر سے زیادہ تجسس تھا۔

### مدھم سرگوشی 🗣️

کھڑکی کے قریب سے  
ایک نازک، میٹھی آواز ابھری۔  
نعمان... دروازہ کھولو  
...میں باہر بہت دیر سے کھڑی ہوں  
”...مجھے سردی لگ رہی ہے

نعمان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔  
یہ آواز کسی انجانی لڑکی کی تھی  
مگر اس میں ایک عجیب کشش تھی  
ایسی جو عقل کو دھندلا دیتی ہے۔  
—اس نے نیچے جھانکا  
چاندنی میں ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی  
بالوں میں برف جمی ہوئی  
آنکھوں میں معصومیت  
اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ۔

”میں... میں تمہیں پہلے نہیں جانتا“  
نعمان نے کانپتی آواز میں کہا۔

لڑکی نے سر جھکایا اور آہستہ بولی  
...پلیز... بس ایک لمحے کے لیے  
”...مجھے اندر آنے دو

اس کی آواز میں  
ایسی نرمی تھی کہ  
نعمان کے قدم خود بخود کھڑکی کی طرف بڑھنے لگے۔  
اس کے کانوں میں جیسے باقی سب شور بند ہو گیا۔  
اس نے ہاتھ بڑھا کر  
کھڑکی کا زنگ آلود کنڈا کھول دیا۔

### خاموشی کا ٹوٹنا 🌟

کھڑکی کھلتے ہی  
—ٹھنڈی ہوا کا ایک تیز جھونکا اندر آیا  
مگر یہ عام ہوا نہیں تھی۔  
یہ جھونکا ایک بدبو دار سیاہ دھند کی لہر تھی  
جو نعمان کے چہرے سے ٹکرا کر  
کمرے میں پھیل گئی۔

لڑکی نے سر اٹھایا۔  
اس کی مسکراہٹ لمحے بھر میں  
ایک خوفناک کٹاہٹ میں بدل گئی۔  
آنکھوں کی جگہ  
دو سرخ شعلے جلنے لگے۔  
اس کے ساتھ ہی  
کھڑکی کے باہر سے لمبی انگلیوں والے  
تین اور سائے اندر کود پڑے۔

### افراتفری کا آغاز ✨

ایک لمحے میں  
پورے اسکول کی عمارت چیخوں سے گونج اٹھی۔  
نیچے ہال میں بیٹھے لوگ  
،ڈرے ہوئے اوپر کی طرف دوڑے  
لیکن سیڑھیوں پر ہی  
کالے سائے ان پر ٹوٹ پڑے۔

ایک مخلوق کی ہڈیوں جیسی گردن  
ایک عورت کے کندھے پر لپکی  
اور اسے کھینچ کر اوپر لے گئی۔  
—کسی نے صرف ایک چیخ سنی  
پھر خاموشی۔

ریحان نے اپنی ماں کو بچانے کی کوشش کی  
مگر ایک سایہ اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔  
باشم نے جھپٹ کر  
،ریحان کو کھینچا اور نیچے گرا دیا  
لیکن ان کے پیچھے ایک کھڑکی ٹوٹنے کی آواز آئی۔

چند لمحوں میں  
پورا ہال ایک میدانِ جنگ بن گیا۔  
،بچے فرش پر رینگتے ہوئے چھپنے لگے  
،عورتیں دیواروں سے چمٹ گئیں  
اور مرد لکڑی کے ٹکڑوں سے  
مخلوقات کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگے۔

### پہلی قربانیاں 🩸

—سلمیٰ بی بی کے ساتھ بیٹھی ایک نوجوان لڑکی  
—چھوٹی مریم  
اچانک پیچھے کی طرف کھینچ لی گئی۔  
،بس ایک تیز جھٹکا  
اور اس کے بعد صرف خون کی بو۔

،ایک اور بزرگ، محمود چچا  
مخلوق کے لمبے ناخنوں سے زخمی ہو کر

کونے میں گر پڑے۔  
ان کی سانسیں رکنے لگیں  
مگر وہ ہاشم کی طرف دیکھتے ہوئے بس اتنا بول سکے  
”...دروازے... بند... کر دو“

### بکھر جانا 🏠

ہاشم نے سب کو چیخ کر کہا  
”اوپر نہ جاؤ“  
، ہر کوئی جس کمرے تک پہنچ سکتا ہے  
”! وہاں چھپ جاؤ“

لوگ جان بچانے کے لیے دوڑ پڑے۔  
، کچھ چھوٹے کلاس رومز میں گھس گئے  
، کچھ ٹوٹی میزوں کے پیچھے دبک گئے  
اور کچھ خوف کے مارے  
کھڑکیوں سے چھلانگ لگا کر  
باہر برف میں جا گرے۔

نعمان بھیڑ کے دھکے سے  
نیچے گر پڑا۔  
اس کے کانوں میں  
، اب بھی وہی میٹھی آواز گونج رہی تھی  
”نعمان... کہاں جا رہے ہو...؟“

### ڈرتی ہوئی صبح 🌅

، رات بھر مخلوقات کی گرج  
چیخوں اور دروازوں کے دھڑکنے کی آوازیں  
کالونی میں گونجتی رہیں۔  
کچھ کمروں کے اندر  
، لوگ کانپتے ہوئے ایک دوسرے کے سائے میں بیٹھے رہے  
نہ سونے کی ہمت، نہ رونے کی طاقت۔

پہلی کرن کے ساتھ  
وہی پراسرار خاموشی واپس آ گئی۔  
—مخلوق جیسے کبھی آئی ہی نہ ہو  
، نہ کوئی آواز، نہ کوئی سایہ  
بس خون کی بو اور ٹوٹے دروازوں کا منظر۔

جب سب احتیاط سے اپنے چھپنے کی جگہوں سے نکلے  
تو اسکول کے بال میں  
پانچ لاشیں جمی پڑی تھیں۔  
، چہرے پہچان سے باہر تھے  
لیکن کپڑوں سے سب اپنے اپنے پیاروں کو پہچان رہے تھے۔

باشم نے نعمان کی طرف دیکھا  
نعمان کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔  
اس کے کان اب بھی سن رہے تھے  
...وہی نرمی بھری آواز  
”...بس ایک لمحے کے لیے اندر آنے دو“

اس دن کے بعد  
کوئی بھی رات کو  
کھڑکی کے قریب بیٹھنے کی ہمت نہ کر سکا۔

## باب 28 - بھوک کا سایہ 📖

### سردیوں کا اختتام ☀️

برف آہستہ آہستہ پگھلنے لگی۔  
وہی درخت جو کئی مہینوں سے  
سفید برف کی چادر اوڑھے کھڑے تھے  
اب ان کی شاخوں پر  
پانی کی بوندیں چمکنے لگیں۔  
ہوا کچھ نرم ہوئی  
سردی کی کرختگی جیسے رخصت ہونے لگی۔

مگر یہ نرمی کسی خوشخبری کی علامت نہ تھی۔  
—سردی کے دوران جو کھیت، باغات اور چھوٹے سبزیوں کے گودام تھے  
سب تباہ ہو چکے تھے۔  
مٹی کالی پڑ چکی تھی  
پودے گل سڑ گئے تھے  
اور پرانے کھانے کے ذخیرے بھی  
پچھلے طوفانوں میں ختم ہو گئے تھے۔

### کمی کی ضرب 🧊

اب دن میں ایک ہی کھانے کا بندوبست ہوتا۔  
کبھی آدھا پیالہ چاول  
—کبھی ایک آدھی روٹی  
اور بعض اوقات صرف نمک ملے پانی کا کٹورا۔  
بچے دن بھر بھوک سے ہلکتے رہتے  
اور رات کو سوتے ہوئے  
پانی کی خالی بوتلوں کو  
کھلونے سمجھ کر چباتے۔

باشم اسکول کے ٹوٹے ہال میں بیٹھا  
خالی برتنوں کی قطار دیکھتا رہا۔  
چہرے پر مایوسی کے سائے تھے  
اور آنکھوں میں وہی سوال  
یہ سب کب ختم ہوگا؟

## بگڑتا ہوا اعتماد ❌

کھانے کی قلت نے دلوں میں زہر بھر دیا۔  
پہلے جو لوگ ایک دوسرے کی حفاظت کرتے تھے  
اب چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں  
ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔  
راشن بانٹنے والے ہر بار الزاموں میں گھر جاتے  
”تم نے اپنے حصے سے زیادہ لیا“  
”یہ سب ہاشم کے قریبی لوگوں کو دیا جا رہا ہے“

ایک دن عفان کے بھائی نے  
ایک بوڑھی عورت کے ہاتھ سے  
آدھی روٹی چھین لی۔  
بوڑھی عورت زمین پر گری  
اور باقی لوگ دیکھتے رہ گئے۔  
—کسی نے آگے بڑھ کر روٹی واپس نہیں لی  
بھوک نے ہمدردی چھین لی تھی۔

## اندرونی بغاوت 🔥

شام ڈھلتے ہی  
محمود چچا نے ہاشم کے سامنے آ کر کہا  
ہم کب تک تمہاری بات سنتے رہیں؟“  
یہ سب تمہاری وجہ سے ہے۔  
تم ہی ہمیں اس جگہ روکے ہوئے ہو۔  
اگر ہم جنگل میں نکلیں تو  
”!شاید باہر کوئی دنیا ہماری منتظر ہو

ہاشم نے گہرا سانس لیا۔  
اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔  
وہ جانتا تھا کہ جنگل کے باہر  
کچھ اور بھیانک ان کا انتظار کر رہا ہے  
لیکن یہاں بھوک نے  
لوگوں کی عقل کھا لی تھی۔

## مایوسی کی راتیں 🌑

وہ رات باقی سب راتوں سے لمبی تھی۔  
آسمان پر کوئی ستارہ نہیں تھا  
صرف ٹوٹے بادلوں کے پیچھے  
چاند کا مدھم عکس چھپا تھا۔  
بال میں بیٹھے ہر فرد کے دل میں  
ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا  
کیا یہ پی آئی بی کالونی ہماری آخری پناہ ہے  
یا ہماری اجتماعی قبر؟

باشم نے سرد لکڑی کے فرش پر  
اپنا سر ٹیکا۔  
آج اس نے پہلی بار  
اپنے دل کے اندر کی خوفناک سوچ سنی  
شاید یہ جگہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔  
— شاید ہم سب صرف انتظار کے قیدی ہیں  
انتظارِ موت کے۔

## باب 29 - زخموں کے ساتھ چلتی زندگی 📖

### ایک اور دن کا سورج 🌅

اگلی صبح دھندلے آسمان سے  
پیلے سورج کی کرنیں  
کالونی کی ٹوٹی دیواروں پر پھیل گئیں۔  
رات کی چیخیں اور غصہ  
اب صرف ٹھنڈی خاموشی میں بدل گیا تھا۔  
وہی لوگ جو کل ایک دوسرے کو  
الزام دے رہے تھے  
آج ایک دوسرے کی آنکھوں میں  
پچھتاوے کا سایہ لئے چلتے۔

باشم نے سب کو جمع کیا۔  
آواز میں نرمی تھی مگر تھکن نمایاں  
ہمیں لڑنے سے کچھ نہیں ملے گا۔  
یہ جگہ ہماری قید بھی ہے اور پناہ بھی۔  
اگر ہم ایک دوسرے کا سہارا نہ بنے  
تو یہ بھوک ہم سب کو  
”خاموشی سے ختم کر دے گی۔“

### اندرونی بغاوت کا اختتام 🏠

کچھ لمحے گہری خاموشی چھائی رہی۔  
پھر محمود چچا  
جو کل رات سب سے آگے تھے  
ہلکی آواز میں بولے  
باشم ٹھیک کہتا ہے۔  
ہم نے ایک دوسرے کو ہی دشمن سمجھ لیا تھا  
”حالانکہ اصل دشمن یہ حالات ہیں۔“

آہستہ آہستہ

سب کے چہرے جھک گئے۔  
جھگڑے کے زخم تو باقی تھے  
مگر بغاوت کی چنگاری  
سرد پڑ چکی تھی۔

## زندگی کی جدوجہد

کھانے کی قلت اب بھی ویسی ہی تھی  
پانی اب بھی بوند بوند کر کے ملتا تھا  
اور رات کو وہی پرانی دہشت  
انہیں جاگتا رکھتی تھی۔  
— مگر آج ایک فرق تھا  
وہ پھر سے ایک گروہ کی طرح  
کام کر رہے تھے۔

کچھ عورتیں دن کے وقت  
کالونی کے پرانے اسٹور روم سے  
پرانے کپڑوں کے ٹکڑے جمع کر کے  
کمبل بنانے لگیں۔  
نوجوان ٹوٹے گھروں سے  
لکڑیاں اور زنگ آلود برتن ڈھونڈ کر  
چھوٹے چولہے تیار کرنے لگے۔  
بچے، جو کئی دنوں سے  
ڈرے سہمے ایک کونے میں بیٹھتے تھے  
آج ذرا سا کھیلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

## مگر خطرہ باقی تھا

شام ڈھلتے ہی  
وہی پرانی سنسناہٹیں  
بوا کے ساتھ گونجنے لگیں۔  
مخلوقات کی موجودگی  
اب بھی ہر رات کی حقیقت تھی۔  
کھڑکیوں کے باہر سے  
کبھی دھیمی ہنسی  
کبھی ناخنوں سے دروازے کھروچنے کی آوازیں  
سب کے دلوں کو ہلا دیتیں۔

باشم جانتا تھا کہ  
یہ سکون عارضی ہے۔  
بغاوت تو ختم ہوئی  
مگر مشکلات کا سلسلہ  
ابھی باقی تھا۔

## باشم کی سوچ

رات کے سناٹے میں  
باشم چھت پر جا کر آسمان کو دیکھنے لگا۔  
اس نے خود سے کہا  
یہ زخم ہمیں توڑ نہیں سکتے۔  
جب تک ہم اکٹھے ہیں

یہ مخلوقات ہمیں مکمل طور پر  
شکار نہیں بنا سکتیں۔

لیکن دل کے کسی کونے میں  
—ایک اور سچ بھی چھپا تھا  
...یہ مخلوقات کبھی نہیں جائیں گی  
ہمیں بس ان کے ساتھ جینا سیکھنا ہوگا۔

اسی خیال کے ساتھ  
باشم نے آہستہ سے  
،پھٹی جیکٹ اپنے اوپر ڈالی  
آنکھیں بند کیں  
اور ایک اور خوفناک رات کا انتظار کرنے لگا۔

## باب 30 - وقت کا بوجھ 📖

### رات کی قید 🌙

باشم چھت سے نیچے اتر آیا۔  
باہر کی ہوا میں وہی پرانی  
بوسیدہ سڑاند اور خون کی بو تھی۔  
دور کہیں کسی مخلوق کے  
گھٹ گھٹ کر ہنسنے کی آواز  
اب بھی گونج رہی تھی۔  
اسے اچھی طرح معلوم تھا  
،کہ یہ مخلوقات شکار ڈھونڈ رہی ہیں  
اور ان کے قریب جانا  
یقینی موت کے سوا کچھ نہیں۔

وہ آہستہ آہستہ  
پھٹے دروازے کی کندھی کھول کر  
اندر داخل ہوا۔  
—اندر پہلے ہی سب جاگ رہے تھے  
،چہرے پیلے، آنکھیں سرخ  
اور دل کی دھڑکنیں  
خاموشی میں بھی صاف سنائی دیتی تھیں۔  
:کاشف نے دھیمی آواز میں کہا  
...باہر اب بھی وہی مخلوق ہے  
”کھڑکی کے پاس مت جانا۔“

### بھوک کی آہٹ 🧠

دروازے کے باہر سے  
کھڑکھڑاہٹ اور رگڑنے کی آوازیں  
وقفے وقفے سے آتی رہیں۔  
یوں لگتا تھا جیسے



کوئی لمبی انگلیوں والے ہاتھ  
دیواروں پر کھینچتے جا رہے ہوں۔  
سب جانتے تھے کہ  
یہ مخلوق رات بھر  
ان کے ڈر کا ذائقہ چکھنے آئی ہیں۔  
کوئی سانس بھی زور سے لینے کی ہمت نہ کر پایا۔

### وقت کی بے رحمی

یہ رات بھی ویسے ہی گزری  
—جیسے پچھلی بے شمار راتیں  
خاموشی، خوف اور انتظار میں۔  
کبھی دروازے کے قریب  
،چھاؤں سا ہلتا دکھائی دیتا  
کبھی کھڑکی کے پردے کے پیچھے  
دو سرخ آنکھیں چمکتیں  
اور پھر یک دم غائب ہو جاتیں۔  
بر لمحہ یوں لگتا  
جیسے وقت نے چلنا چھوڑ دیا ہو۔

### دن کی تھکی روشنی

آخرکار دن کی روشنی  
ٹوٹے شیشوں سے اندر جھانکنے لگی۔  
مخلوقات ہمیشہ کی طرح  
پہلی کرن کے ساتھ ہی  
خاموشی سے غائب ہو گئیں۔  
باشم نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔  
—بابر ہر چیز جمی ہوئی تھی  
،ٹوٹے مکان، بوسیدہ گلیاں  
اور مٹی میں چھپے پرانے قدموں کے نشان۔  
،زندگی کا کوئی نشان نہیں  
بس خاموشی اور موت کی خوشبو۔

### گزرنے والے دن

یوں دن اور راتیں  
ایک دوسرے کے پیچھے گرتی رہیں۔  
سردیاں آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھیں  
مگر ان کا خوف کم نہ ہوا۔  
،کھانے کی کمی اب بھی تھی  
لوگ اب بھی ایک وقت کی روٹی پر گزر بسر کر رہے تھے۔  
،بچوں کی ہنسی کب کی خاموش ہو گئی تھی  
اور ہر نیا دن  
ایک نئی رات کے خوف کی یاد دلاتا تھا۔

باشم اکثر کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے سوچتا  
یہ وقت ہمیں ختم کرنے کے لیے  
اتنا سست کیوں چل رہا ہے؟  
پھر اپنے دل کو سمجھاتا  
...شاید زندہ رہنے کا مطلب یہی ہے  
انتظار کرتے رہنا کہ  
اگلی رات شاید پچھلی سے تھوڑی آسان ہو۔

اسی سوچ کے ساتھ  
وہ دروازے کی کنڈی بند کر کے  
ایک اور ڈراؤنی شام کے لیے  
تیار کرنے لگا۔

## باب 31 - سیاہ مکھیوں کی آفت 📖

### رات کی نئی نحوست 🌙

—وہ رات عام راتوں جیسی تھی  
،ٹھنڈی ہوا  
،ٹوٹے گھروں کی سائیں سائیں  
اور مخلوقات کی سرگوشیاں۔  
لیکن جیسے ہی چاند بادلوں کے پیچھے چھپا  
فضا میں ایک عجیب سی  
بوجھل بھنبھناہٹ گونجنے لگی۔

پہلے تو سب کو لگا  
یہ محض کانوں کا دھوکہ ہے۔  
مگر اگلے ہی لمحے  
پوری کالونی کے اوپر  
کالی مکھیوں کے غول  
بادل کی طرح چھا گئے۔  
ان کے پروں کی آواز  
یوں گونج رہی تھی  
جیسے سینکڑوں ڈرم  
اکٹھے بج رہے ہوں۔

### پہلا شکار 🦋

سلمیٰ بی بی کے گھر سے  
ایک چھوٹی سی چیخ اٹھی۔  
ان کے پڑوسی حامد نے  
صرف ایک لمحے کے لیے  
—باہر جھانکنے کی ہمت کی تھی  
شاید اپنے گرے ہوئے برتن کو  
اٹھانے کے لیے۔

بس اتنی دیر کافی تھی۔  
مکھیوں کا ایک سیاہ بادل  
ایک جھپٹ میں اس پر ٹوٹ پڑا۔  
ان کی ٹھنڈی، باریک ٹانگیں  
، چمڑی کے نیچے رینگتی محسوس ہوئیں  
اور چند ہی لمحوں میں  
حامد کا جسم بے جان ہو کر  
زمین پر گر پڑا۔  
جب مکھیوں کا غول پیچھے ہٹا  
اس کے جسم پر  
گوشت کی جگہ صرف  
کالی راکھ جیسی سطح بچی تھی۔

### اندر کا قید خانہ 🏠

یہ منظر دیکھ کر  
ساری کالونی چیخ اٹھی۔  
دروازے دھڑ دھڑ بند کیے جانے لگے۔  
کھڑکیاں اندر سے جمی ہوئی سانسوں سے  
دھندلا گئیں۔  
بچوں کی سسکیاں  
اندھیرے میں گونجتی رہیں۔  
ہر شخص کے دل میں ایک ہی خوف تھا  
اگر کھانا ختم ہو گیا  
...اور باہر جانا پڑا  
تو کیا ہمارا انجام بھی  
حامد جیسا ہوگا؟

### ضرورت کا شکنجہ ⚡

رات کے گہرے ہونے کے ساتھ ساتھ  
یہ نیا عذاب اور سخت ہوتا گیا۔  
اکا دکا لوگ  
—مجبوری میں باہر نکلنے کی کوشش کرتے  
، کسی کے گھر کا بچہ بیمار تھا  
، کسی کا پانی ختم ہو چکا تھا  
کسی کا برتن گر گیا تھا۔  
مگر مکھیوں کے غول  
ہر حرکت کو سونگھ لیتے۔

، جیسے ہی کوئی قدم گلی میں پڑتا  
سیاہ بادل لپک کر آتا  
اور پلک جھپکتے میں  
انسان کا وجود  
بس چیخ کی گونج میں بدل دیتا۔

## ● موت کے سوال

اندھیرے گھروں میں بیٹھے لوگ  
رونے لگے۔

بوڑھے کانپتی آواز میں بڑبڑاتے  
یہ کہاں سے آ گئیں؟

کیا ہم کبھی

اس کالونی سے نکل بھی سکیں گے؟  
”یا یہ جگہ اب ہمارا قبرستان ہے؟“

باشم نے سرد سانس لے کر

کھڑکی کے پار

اس ابلتے سیاہ بادل کو دیکھا۔

مکھیوں کی بھنبھناہٹ

اب اس کے دل کی دھڑکن میں

گھل چکی تھی۔

اس کے لبوں سے

بغیر سوچے نکل گیا

...یہ صرف مخلوقات نہیں“

یہ وقت کی ایک اور قید ہے۔

یہ جگہ ہمیں

”مرنے سے پہلے توڑنا چاہتی ہے۔“

## امید کی ٹمٹماتی روشنی ✨

رات بھر لوگ

اپنی سانسیں تھامے بیٹھے رہے۔

کچھ بچے اپنی ماؤں کے سینے سے

لپٹ کر بے ہوش ہو گئے۔

پانی کے گھونٹ نایاب ہو چکے تھے

اور کھانے کا ایک ایک نوالہ

اب زندگی کے برابر لگتا تھا۔

مگر باشم کے دل میں

ایک عجیب سا سوال

اور گہرا ہوتا جا رہا تھا

یہ مکھیوں کا لشکر

کس نے چھوڑا؟

یہاں ہر آفت

...کسی نہ کسی پیغام کے ساتھ آتی ہے

تو اس بار پیغام کیا ہے؟

رات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

اور ہر گزرتا لمحہ

یوں محسوس ہوتا تھا

جیسے ساری کالونی

کسی زندہ قبر میں  
دھیرے دھیرے دفن کی جا رہی ہو۔

## باب 32 - نئی فیملی کا خوفناک استقبال 📖

### اندھیرے میں گونجتی آواز ●

ساری کالونی ابھی بھی  
پچھلی رات کی مکھیوں والی دہشت سے  
کانپ رہی تھی۔

،ہر گھر میں چراغ مدھم تھے  
،ہر دل میں دعا لرز رہی تھی  
—کہ اچانک

وووووو...

ایک گاڑی کی گہری گڑگڑاہٹ  
اندھیرے کو چیرتی ہوئی  
کالونی کے سنسان دروازے سے  
اندر آتی ہے۔

سب گھروں کے دروازے  
آہستہ آہستہ کھلنے لگتے ہیں۔  
—لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں  
یہ کون ہو سکتا ہے؟  
،رات کا وقت  
،اوپر سے مکھیوں کا حملہ  
اور اب گاڑی کی آواز؟

باشم نے کھڑکی سے جھانکا۔  
دور اس نے بیڈ لائٹس کی  
،دو چبھتی ہوئی کرنیں دیکھیں  
جو جیسے اس ویران کالونی کو  
چیر کر رکھ دینا چاہتی تھیں۔

### 🤔 بے وقت کا مہمان

ڈری سہمی آوازوں کے ساتھ  
کالونی کے ربائشی  
آہستہ آہستہ اپنے گھروں سے نکلنے لگے۔  
سرد ہوا میں  
ہر قدم کی چاپ اور بھی سنسناتی تھی۔

۔ریحان نے سرگوشی کی  
یہ کیسے لوگ ہیں“  
جو اس وقت یہاں آ رہے ہیں؟  
کیا انہیں پتہ نہیں

یہاں رات میں نکلنا  
”موت کو دعوت دینا ہے؟“

گاڑی کالونی کے بیچوں بیچ آ کر رکی۔  
انجن بند ہوتے ہی  
ایک سناٹا سا چھا گیا۔  
سب کی نظریں گاڑی کے دروازوں پر جمی تھیں۔

### فیملی کا تعارف 🚗

پہلا دروازہ کھلا۔  
ایک لمبا، دبلا پتلا آدمی نیچے اتر۔  
اس کا چہرہ سانولا  
آنکھوں کے نیچے ہلکے سیاہ حلقے۔  
یہ **نصیر** تھا  
اس فیملی کا سربراہ  
عمر تقریباً پچپن سال۔

—اس کے پیچھے اس کی بیوی **فریال** نکلی  
سفید دوپٹے میں لپٹی  
چہرے پر تھکن اور خوف کی ملی جلی لکیریں۔

پھر ان کے چھ بچے ایک ایک کر کے نکلے  
:**حنا** (22 سال)

دودھیا رنگت، لمبے سیاہ بال  
آنکھوں میں ایک ضدی چمک۔  
:**علی** (20 سال)

لمبا اور مضبوط جسم  
مگر چہرے پر ایک عجیب سا  
پریشان سکون۔  
:**فروا** (18 سال)

پتلی دہلی  
بونٹ مسلسل کپکپا رہے تھے۔  
:**حمزہ** (15 سال)

گھبرایا ہوا مگر آنکھوں میں  
حیرت کی تیزی۔  
:**ایمن** (10 سال)

، چھوٹا قد، معصوم سا چہرہ  
ماں کی قمیص کو مضبوطی سے پکڑے۔  
:**اویس** (8 سال)

، سب سے چھوٹا  
آنکھوں میں خوف اور  
سانسوں میں سسکیاں۔

یہ آٹھوں لوگ  
بالکل اجنبی تھے  
مگر ان کے چہروں پر  
یہی ڈر لکھا تھا  
جو اس کالونی میں آنے والا  
ہر انسان ساتھ لاتا تھا۔

### ● **بے بس استقبال !**

—کالونی والے ان کی طرف دوڑے  
،چہرے پر گھبراہٹ  
قدموں میں عجلت۔

باشم سب سے آگے تھا۔  
!جلدی کریں“  
!اندر آئیے  
”!یہاں باہر خطرہ ہے

:ریحان نے بھی آواز لگائی  
رات میں باہر رہنا“  
”!جان کے ساتھ کھیلنے کے برابر ہے

:مگر نصیر نے سر ہلا کر کہا  
ہم ابھی ابھی“  
...ایک حادثے سے نکلے ہیں  
”...تھوڑا سنبھلنے دیں

:فریال نے گھبرا کر پوچھا  
یہ جگہ آخر ہے کیا؟“  
”—ہم تو بس مدد مانگنے کے لیے

باشم نے ان کی بات کاٹ دی۔  
!یہاں باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے“  
”!براہ کرم اندر چلیں—ابھی

مگر نئے آنے والے  
سمجھ نہیں پا رہے تھے۔  
وہ ایک دوسرے کو  
،دھیمی آواز میں تسلی دیتے رہے  
جیسے خطرے کو  
بس وہم سمجھ رہے ہوں۔

### ● **انسانی چہروں والی مخلوق**

اچانک دور سے  
چار دھندلے سائے نمودار ہوئے۔  
ان کی چال آپستہ مگر

ڈرا دینے والی تھی۔  
چاندنی میں وہ بالکل انسان لگ رہے تھے۔

ایک نے پولیس کی وردی پہن رکھی تھی  
چہرے پر سیاہ ٹوپی۔  
— اس کے ساتھ تین اور  
، دو عام کپڑوں میں  
اور ایک جیسے کوئی پادری ہو۔

نصیر کے بڑے بیٹے علی نے  
:پولیس کی وردی والے کو دیکھ کر کہا  
!دیکھو“  
...پولیس ہے  
”!یہ ہماری مدد کرے گا

اس نے فوراً حنا اور حمزہ کو اشارہ کیا۔  
!چلو“  
”ہم اس سے بات کرتے ہیں۔

:ہاشم نے دور سے چیخ کر کہا  
!نہیں“  
”!پیچھے رہو

:ریحان نے بھی چلایا  
”!یہ انسان نہیں ہیں“

مگر علی، حنا اور حمزہ  
پہلے ہی آگے بڑھ چکے تھے۔

### خوفناک حقیقت

پولیس والا آہستہ آہستہ  
— مسکرانے لگا  
ایک ایسی مسکراہٹ  
، جس میں انسانی ہنسی نہیں  
بلکہ زہر بھری ہلاکت تھی۔

حنا نے قدم روکا۔  
”یہ... یہ کیسی ہنسی ہے؟“

، پولیس والا ایک دم رکا  
— اور پھر  
اس کا منہ غیر فطری طور پر  
پھیلنے لگا۔  
جلد کے نیچے ہڈیاں  
ٹوٹتی کھڑکھڑاتی سنائی دیں۔



چند لمحوں میں  
اس کا جبراً اتنا بڑا ہو چکا تھا  
کہ ایک پورا انسان  
اس میں سما سکتا تھا۔

،حنا کے حلق سے چیخ نکلی  
مگر دیر ہو چکی تھی۔  
ایک ہی جھپٹ میں  
وہ جبراً آگے بڑھا  
اور علی کو پورا کا پورا  
نگل گیا۔

### افراتفری 🌋

یہ منظر دیکھ کر  
پورا میدان چیخوں سے گونج اٹھا۔  
حنا اور حمزہ خوف کے مارے  
،پیچھے ہٹنے لگے  
مگر پیچھے سے  
باقی تین مخلوقیں  
اچانک لپک آئیں۔

،ایک نے حنا کو کندھے سے پکڑا  
دوسرے نے حمزہ کو۔  
ان کی باریک انگلیاں  
،چاقو کی طرح جسم میں دھنس گئیں  
اور اگلے ہی لمحے  
وہ دونوں بھی  
ان اندھیروں میں نگل لیے گئے۔

### روتی ہوئی معصومیت 😭

نصیر کے باقی چھ بچے  
(فروا، ایمن، اویس اور باقی)  
زمین پر گر کر  
زور زور سے رونے لگے۔  
ان کے جسم خوف سے  
اتنے لرز رہے تھے  
کہ اٹھ بھی نہیں پا رہے تھے۔

باشم اور باقی کالونی والے  
،بھاگ کر آگے بڑھے  
چیختے ہوئے انہیں اٹھایا۔  
ریحان نے اویس کو گود میں اٹھا کر  
:چیخ کر کہا

!گھر کی طرف بھاگو“  
”!ابھی

### پناہ کی دوڑ 🏃♂️

سب ایک ساتھ  
قریب ترین بڑے گھر کی طرف دوڑے۔  
مخلوقیں دھند میں  
اب بھی منہ کھولے  
کروڑوں مکھیاں اگلتی  
،چلتی رہیں  
مگر کسی نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

آخر کار  
سب اس بڑے گھر میں گھس گئے۔  
دروازے اندر سے بند کر کے  
لوگ ہانپتے ہوئے گر پڑے۔  
ساری رات بس  
سسکیوں اور ہچکیوں میں گزری۔

### نئے آنے والوں کی کہانی 🏠

،جب سانسیں تھوڑی بحال ہوئیں  
باشم نے نصیر کی طرف دیکھا۔  
”...آپ لوگ“  
یہاں کیسے پہنچے؟  
”کون سا راستہ لیا تھا؟“

نصیر کے کانپتے ہونٹوں سے  
الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے۔  
”...ہم... ہم شہر سے بھاگ کر آئے“  
،راستے میں ایک پل ٹوٹا  
...گاڑی کئی بار رکی  
...ایک بستی میں آگ لگی تھی  
پھر اچانک یہاں کا راستہ  
سامنے آ گیا۔  
”...ہمیں لگا شاید یہ جگہ محفوظ ہے

یہ کہتے ہوئے  
اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔  
،فریال نے بچوں کو سینے سے لگایا  
لیکن ان کی آنکھوں میں  
:صرف ایک سوال جل رہا تھا  
کیا واقعی یہ جگہ  
کبھی محفوظ ہو سکتی ہے؟

## خوف کی صبح 🌅

رات بھر کے  
دھند اور چیخوں کے بعد  
،جب صبح کی پہلی کرنیں پھوٹیں  
سارا گھر خاموش تھا۔  
—مگر باہر  
بوا میں اب بھی  
کالی مکھیوں کے پروں کی  
...مدھم بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی  
جیسے یہ سب کچھ  
بس ایک نئے عذاب کی شروعات ہو۔

## باب 33 - خوف کی صبح اور ایک نئی نحوست کی آمد 📖

### سورج کی پہلی کرن... جو روشنی نہیں، نحوست لاتی ہے 🌅

،رات کی وہ بولناک چیخیں  
،مکھیوں کے پروں کی بھنبھناہٹ  
اور تین بے گناہ جانوں کا  
—انسانوں کے سامنے نگل لیا جانا  
یہ سب ابھی بھی بوا میں لٹک رہا تھا۔

...صبح ہوئی  
مگر یہ وہ صبح نہیں تھی  
جو امید لاتی ہے۔  
یہ صبح ڈری، بھاری، بیمار تھی۔  
ایسا لگتا تھا جیسے روشنی نے  
خود ڈر کے مارے سیاہی اوڑھ لی ہو۔

کالونی کے ہر گھر کا دروازہ  
،آہستہ آہستہ کھل رہا تھا  
،جیسے لوگ روشنی نہیں  
اپنی سزا دیکھنے باہر آ رہے ہوں۔

باشم سب سے پہلے نکلا۔  
،آنکھوں کے نیچے ڈارک سرکل  
رات بھر چیخوں اور بھاگ دوڑ نے  
اس کا چہرہ ماند کر دیا تھا۔

،ریحان پیچھے آیا  
—جسم میں کپکپی تھی  
سردی کی نہیں بلکہ گزری رات کی دہشت کی۔

نئی فیملی کے بچے  
ابھی تک زمین پر بیٹھے لرز رہے تھے۔  
،فروا کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں  
،ایمن ماں کے کپڑے پکڑے بیٹھا تھا  
...اور اویس  
اویس تو بالکل بھی نہیں بول رہا تھا۔

اس کا چھوٹا سا چہرہ  
:صرف ایک سوال تھا  
”میرے بھائی بہن کہاں گئے؟“

اور اس سوال کا جواب  
اس دنیا میں کوئی نہیں دے سکتا تھا۔

### باہر پھیلی خاموش دہشت

،جب ہاشم نے گھر کا دروازہ کھولا  
تو باہر ایک عجیب منظر تھا۔

،سڑکیں گلیاں سب خالی  
،دیواریں نمی سے بھیگی ہوئی  
اور ہوا میں وہی مکھیوں کی  
...مدھم مگر خوفناک بھنبھناہٹ  
جو لگتا تھا اب کبھی ختم نہیں ہوگی۔

:ریحان نے آہستہ کہا

یہ... یہ آواز سب کے وقت بھی کیوں ہے؟“  
”یہ تو صرف رات میں نکلتی تھیں

ہاشم کی نظریں دھند میں تحلیل ہو رہی تھیں۔

،یہ اچھی علامت نہیں“  
”کچھ نیا ہونے والا ہے۔

:اور جیسے اس کے الفاظ پر مہر لگانے  
درختوں کے اوپر سے  
**کالے دھبوں کے جھنڈ**  
دور آسمان میں ہلتے نظر آئے۔

...مکھیاں  
،جو پہلے رات تک محدود تھیں  
اب شام اور دوپہر کی طرف بھی آرہی تھیں۔

### گھر گھر ماتم

کچھ دیر میں پوری کالونی اکٹھی ہوگئی۔  
سب نے نہایت اداسی کے ساتھ  
نصیر کی فیملی کے تین افراد  
کے لیے دعا کی

مگر حقیقت یہ تھی  
یہ لوگ رو رہے تھے  
**کیونکہ انہیں معلوم تھا**  
یہ کل کسی اور کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

ایک عورت رو کر چیخنے لگی  
ہم کب تک یہاں پھنسی رہیں گے؟  
کب تک ایسے مرتے رہیں گے؟  
”کب تک اپنے بچوں کو مرتا دیکھیں گے!؟“

ہوا میں چیخ کی گونج ہلکی سی ٹوٹی  
اور فضا میں لرزہ طاری ہوگیا۔

نصیر کے بچے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے  
سسک رہے تھے۔  
فریال کی آواز بھرا گئی

...ہم سمجھتے تھے یہ جگہ محفوظ ہے  
”...لیکن یہ تو قبر سے بھی بدتر ہے

باشم نے آنکھیں بند کیں۔  
وہ بھی ٹوٹ رہا تھا۔

## ایک نئی نحوست کا آغاز - مکھیوں کا دن میں حملہ

—اچانک اوپر سے آواز آئی  
—oooooooooooooooooooo

سب نے گھبرا کر آسمان کی طرف دیکھا۔

سورج کے سامنے  
کالے بادلوں کی طرح  
مکھیوں کا ایک بڑا جھنڈ  
کالونی کے اوپر سے گزر رہا تھا۔

یہ وہ مکھیاں نہیں تھیں  
جو رات میں انسانوں کو کاٹتی تھیں۔

یہ **نئی نسل** تھی  
،بڑی، چپچی  
اور ان کے پروں سے  
بدبو آ رہی تھی۔

ریحان نے سرگوشی کی  
یہ... یہ کہاں سے آگئیں؟  
”...ہم نے تو کبھی یہ شکل نہیں دیکھی

باشم کے قدم پیچھے ہٹ گئے۔

کچھ بہت غلط ہونے والا ہے۔“  
...یہ خطرہ  
پہلے سے بڑا ہے  
زیادہ تیز  
”زیادہ قریب۔

لوگ گھبرا کر گھروں کے اندر دوڑ گئے۔

ہر کوئی دروازے بند کرنے لگا  
،کھڑکیوں کو کپڑوں سے لپیٹنے لگا  
جیسے روشنی بھی  
اب خطرہ بن چکی ہو۔

### کالونی کا خوفناک پلان - ایک گھر میں رہنے کی تیاری 🏠

اس دن دوبارہ میٹنگ ہوئی۔  
سردی، بھوک، اور نئی مکھیاں  
سب کا دم نکال رہی تھیں۔

ریحان بولا  
،ہمیں سردی بھی روک رہی ہے“  
رات کو مخلوق بھی  
اور اب یہ مکھیوں کا طوفان بھی۔  
اگر ہم سب الگ الگ گھروں میں رہے  
—تو جلد ہی سب ختم ہو جائیں گے  
”ایک ایک کر کے۔

ایک بوڑھے آدمی نے  
:لرزتی آواز میں کہا

پچھلے ہفتے ہم نے“  
...ایک گھر میں رہنے کا پلان بنایا تھا  
”شاید... شاید اب وہی کرنا پڑے گا۔

باشم نے گہری سانس لی۔

—آج رات سے“  
پورے لوگ ایک ہی بڑے گھر میں رہیں گے۔  
...کوئی باہر نہیں نکلے گا

نہیں تو یہ نئی مکھیاں  
”ہمیں دن میں بھی مار دیں گی۔“

سب نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔  
ان کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔

—وہ ایک قید میں تھے  
جہاں ہر دن  
ایک نیا عذاب لے کر آتا تھا۔

**رات کی آمد... دیے قدموں ایک نئی دہشت کے ساتھ 🏠**

شام ہوتے ہوتے  
لوگ اپنے چند کپڑے اور بستر  
پکڑ کر اس ایک بڑے گھر میں آنا شروع ہو گئے۔

باہر مکھیاں  
کھڑکیوں اور دیواروں پر  
،بیٹھ بیٹھ کر عجیب سی آوازیں نکال رہی تھیں  
جیسے کسی چیز کی خوشبو سونگھ رہی ہوں۔

گھر کے اندر  
،گھپ اندھیرا  
،ڈرے ہوئے لوگ  
سسکیوں میں بھیگی آوازیں۔

باہر ہوا میں  
کالے پروں کا شور بڑھ رہا تھا۔

:باشم نے آہستہ سے کہا

...دروازہ بند رکھو“  
آج کی رات  
”...پچھلی رات سے بھی بھاری ہوگی

—اور جیسے ہی دروازہ بند ہوا

پورے گھر کی چھت پر  
**درجنوں مکھیوں نے زور سے ضرب مارنی شروع کردی۔**

اس تاریکی میں  
ایک نئے خوف کا  
جنم ہو چکا تھا۔

**باب 34 - وہ رات... جب چھت سانس لینے لگی 📖**





جو رات کو ماں باپ کے سامنے  
—اپنے تین بہن بھائی کھو چکے تھے  
خاموش آنسو بہا رہی تھیں۔

فروا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔  
،اویس ماں کے دوپٹے میں چھپا بیٹھا تھا  
ایمن تھکن سے سونے کی کوشش کر رہا تھا  
مگر ہر چند لمحے بعد  
کانپ کر اٹھ جاتا تھا۔

—گھر میں ایک عجیب خاموشی تھی  
وہ خاموشی  
:جہاں سب کو صرف ایک آواز سنائی دیتی ہے  
**موت کی چاپ۔**

### پہلا اشارہ - چھت کا لرزنا

...اچانک

...تھک... تھک... تھک

چھت پر بھاری بوٹوں جیسی  
آوازیں آنے لگیں۔  
مردوں نے فوراً لائینیں بجھا دیں۔

:ریحان نے ہونٹ کاٹے  
یہ مکھیاں ہیں؟  
”یا... کچھ اور...؟“

چھت دوبارہ لرزی۔  
اس بار زیادہ زور سے۔

!تھڈوووووم

پورے کمرے کی دھول نیچے گرنے لگی۔  
عورتیں چیخ مارنے ہی والی تھیں  
کہ ہاشم نے ہاتھ سے سب کو چپ رہنے کا اشارہ دیا۔

اوپر کوئی چیز  
سست رفتار میں  
چھت پر چل رہی تھی۔  
ایسے جیسے بھاری جسم  
اپنے وزن سے  
پرانے گھر کی لکڑی کو  
دھکا دے رہا ہو۔

باہر سے مکھیوں کی آواز بھی  
—اور تیز ہوتی جا رہی تھی  
...وووووووو... ووووس

دیواروں کے ہر کونے سے  
یہ آوازیں یوں آ رہی تھیں  
جیسے پورا گھر  
کسی قبر میں تبدیل ہو گیا ہو۔

### پہلا وار - چھت میں دراڑ ✨

—پھر  
!چااااااا

چھت کی درمیان والی لکڑی  
ایک دم سے پھٹ گئی۔  
مٹی نیچے گری۔  
چار پانچ بجے چیخ اٹھے۔  
فریال نے انہیں گود میں چھپا لیا۔

:ریحان کی سانس پھول گئی  
...یہ صرف مکھیاں نہیں“  
”...اوپر... کوئی اور چیز بھی ہے

:باشم نے آہستہ کہا  
...پچھلی رات جو پولیس والے کی شکل میں مخلوقات آئیں تھیں“  
...وہ شاید  
”...اکیلی نہیں تھیں

اوپر سے کچھ گھسائے کی آوازیں آنے لگیں۔  
ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی  
—چھت پر ہاتھ رگڑ رہا ہو  
...بہت بڑے ہاتھ  
...کھردرے ناخن  
اور کھرچنے کی ایسی آواز  
جو انسان کے اندر تک پیوست ہو جائے۔

### سانس روک دینے والا لمحہ 🍂

...اچانک

ساری آوازیں بند ہو گئیں۔

مکھیاں خاموش۔  
چھت خاموش۔  
ہوا خاموش۔

جیسے پوری دنیا  
ایک لمحے کے لیے  
مر گئی ہو۔

سب لوگ  
ساکت۔

، کوئی سانس نہیں  
، کوئی کھڑکی کی جنبش نہیں  
...بس خاموشی  
ایسی خاموشی جو  
بن سنبھل کر چیخ مار دینے پر مجبور کر دے۔

—پھر  
”ک... کون ہے... اوپر؟“  
ایمن نے آہستہ روتے ہوئے کہا۔  
سب نے اسے فوراً چپ کرایا۔  
مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔

## حقیقت بے نقاب - نئی مخلوق کا پہلا ظہور

، اوپر سے  
، ایک خوفناک، گہری  
انسانی نہیں  
بلکہ جانوروں سے بھی باہر کی  
سانس لینے کی آواز آئی۔

۹۹۹۹۹۹۹۹۹۹۹۹...

لیکن اس سانس میں  
کچھ انسان جیسا بھی تھا۔  
ایسے جیسے کوئی  
بھنڈے پھیپھڑوں والا  
آدمی  
تیزی سے سانس لے رہا ہو۔

هر...

، چھت میں ایک سوراخ بنا  
اور اس سوراخ میں سے  
دو پیلی چمکتی آنکھیں  
نیچے کمرے میں جھانکنے لگیں۔

بچے چیخ اٹھے۔  
عورتیں پیچھے ہٹ گئیں۔

نصیر نے گھبرا کر بولنے کی کوشش کی  
”یہ... یہ... کون...؟“

باشم نے لرزتی آواز میں کہا  
”یہ... مخلوق نہیں“  
”...یہ تو... کوئی اور ہی چیز ہے

وہ آنکھیں  
انسانی نہیں تھیں۔  
وہ آنکھیں  
جانور کی بھی نہیں تھیں۔  
وہ ایسی تھیں  
جیسے اندھیرے میں  
دو بلب جلائے کسی نے  
نیچے جھانکا ہو۔

—پھر  
آہستہ آہستہ  
اس چیز نے  
اپنی انگلی سوراخ سے اندر ڈالی۔

...انگلی نہیں  
ایک 12 انچ لمبی  
پتلی، سیاہ  
چمڑی میں لپٹی  
بڈی جیسی چیز۔

وہ اندر کی دیوار پر  
—کھرچنا شروع کر دی  
...کچکچ... کچکچ

پورے گھر میں  
کان پھاڑ دینے والی خاموشی اور  
اس کھرچنے کی آواز  
ٹکرا کر  
قتل بننے لگی۔

**باشم کا فیصلہ - آج رات جنگ نہیں، زندہ بچنا ہے 🔥**

لوگ رونے لگے۔  
کچھ عورتیں بے ہوش۔  
بچے ماں کی گود میں سکر گئے۔  
—نصیر کے بچے دوبارہ چیخنے لگے  
بر آواز میں  
اپنے تین بہن بھائیوں کی یاد تھی۔

باشم اٹھا  
دیوار سے ٹیک لگا کر  
دھیمی مگر مضبوط آواز میں بولا

آج ہم لڑ نہیں سکتے۔“  
آج صرف سانس لے کر زندہ رہنا ہے۔  
ہم آواز نہیں نکالیں گے۔  
نہ ایک قدم چلیں گے۔  
جب تک یہ چیز  
”...خود نہ چلی جائے

سوراخ کے اوپر  
وہ آنکھیں  
اب بھی جھانک رہی تھیں۔

پورا گھر  
جیسے سانس روک کر  
اپنی تقدیر کا انتظار کر رہا تھا۔

...رات  
ابھی بہت باقی تھی۔

## باب 35 – وہ آنکھیں... جو نیچے اتر آئیں 📖

### چھت کے سوراخ سے لٹکتا ہوا ڈر ●

اس رات کے ایک ایک لمحے میں  
ایسا لگ رہا تھا جیسے  
—دیواریں، چھت، فرش  
سب کسی تیز بخار میں جل رہے ہوں۔

...اوپر وہ سوراخ  
جس میں سے دو پیلی آنکھیں جھانک رہی تھیں  
اب آہستہ آہستہ  
مزید پھٹنے لگیں۔

دیواروں سے کڑکنے کی آوازیں اٹھنے لگیں۔

**!کچکچکچک — ٹھہاااکی**

چھت کی لکڑی ایک جھٹکے سے ٹوٹی  
اور سوراخ اتنا بڑا ہو گیا  
کہ کوئی آدمی اس میں سے باہر آ سکے۔

فریال نے بچوں کو چھپاتے ہوئے چیخ دبا دی۔

آنکھیں غائب ہوئیں۔

...ایک لمحہ

...دو لمحے

—پھر

نیچے ایک بہت لمبی، سیاہ بانہ لٹک کر اندر آئی۔

...بانہ... یا ٹانگ

،الٹی سمت میں مڑی ہوئی

ایسے جیسے ہڈی اندر سے ٹوٹی ہو

اور مخلوق نے بس ایسے ہی استعمال کر لی ہو۔

لوگ دیوار سے چپک گئے۔

:ریحان آہستہ بولا

”...یہ... اب اندر آنے والی ہے“

باشم نے سر ہلایا۔

اس کی آنکھوں میں وہ ڈر تھا

جو کبھی اس نے کسی کو نہیں دکھایا تھا۔

**پہلی جان... جو اس رات گئی 🧟**

اچانک باہر سے

—ایک 50 سالہ بوڑھا آدمی

**نذیر چاچا**

(جو دروازے کے پاس بیٹھا تھا)

آہستہ اٹھا اور پیچھے ہٹنے لگا۔

اس کا پاؤں

ایک لوہے کے ڈبے سے ٹکرایا۔

ڈبہ ٹننن کی آواز سے لڑھک گیا۔

پورے گھر میں آواز گونج گئی۔

اوپر لٹکی ہوئی بانہ

—ایک جھٹکے سے کانپی

اور اگلے ہی لمحے

وہ چیز اندر ڈھڑام سے گر پڑی۔

سیاہ دھول کے طوفان میں

ایک حیوانی چیخ سنائی دی۔

مخلوق نے نذیر چاچا کو

گردن سے پکڑا۔

نذیر بڑبڑا کر بولا

”—بیٹا... بچاؤ“

مگر چیخ پوری بھی نہ نکلی۔

مخلوق نے

اپنے دونوں جبڑے دو حصوں میں کھولے

ایسے جیسے کسی نے

اس کے چہرے کے بیچ سے

ایک زپ کھول دی ہو۔

—ایک جھپٹہ

**!چیپ**

آدھی گردن اندر

آدھا چہرہ باہر۔

نذیر کا جسم جھٹکا کھاتا ہوا

...آہستہ آہستہ نیچے گرا

اور پھر

اسے پورا کا پورا نگل لیا گیا۔

نذیر کی آخری آواز تھی

”—خو“

...بس اتنی

پھر خاموشی۔

پورا کمرہ ساکت ہو گیا۔

**نئی حقیقت — یہ پولیس والے یا مکھیوں والی مخلوق نہیں... کچھ اور تھا ●**

یہ مخلوق

پچھلی رات والی نہیں تھی۔

—یہ **نئی نسل** تھی

لمبے ہاتھ

لمبی ٹانگیں

اندر کی طرف دھنسنے ہوئے سینے

اور چہرہ ایسا

جیسے دو انسانوں کو پگھلا کر

ایک چہرہ بنایا گیا ہو۔

...آنکھیں  
پیلی نہیں تھیں۔

اب وہ لال تھیں۔

خون کے لال۔

ریحان نے ہاشم کے کان میں کہا

”...یہ... ارتقاء ہے“  
”...مکھیوں نے... ان کی شکل بدل دی ہے

ہاشم نے کانپ کر کہا

اگر یہ اندر آ گئے“  
”...تو ہم سب ختم ہیں

### دوسری موت - ایک نوجوان لڑکا 🔥

—مخلوق نے تیز آواز نکالی  
ایسی آواز جیسے  
کسی نے لوہے کی پلیٹ کو زور سے رگڑا ہو۔

—پھر  
وہ کمرے کے کونے کی طرف لپکی  
جہاں 18 سالہ لڑکا

**سراج**  
اپنی ماں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس کی ماں چلائی

”!—میرے بچے کو نہ چھونا“

مگر مخلوق نے  
سراج کو ٹانگ سے پکڑا  
اور دیوار پر دے مارا۔

**!!ڈھڈاااام**

دیوار خون سے بھر گئی۔

سراج کی کھوپڑی  
ایک ہی ضرب میں ٹوٹ گئی۔

ماں چیختی ہوئی اس کے اوپر گری۔

مخلوق نے اس کے سینے پر  
—اپنی انگلی پھیری



—بس ایک بار

اور اس کی چیخ  
ایک دم خاموش ہو گئی۔

**موت کمرے میں ناچنے لگی تھی** 💔

اب لوگ رو بھی نہیں سکتے تھے۔  
چیخ بھی نہیں سکتے تھے۔  
خوف اتنا گہرا تھا  
کہ آنسو بھی پیچھے ہٹ گئے تھے۔

**باشم کا فیصلہ — یہ رات لڑ کر نہیں، ہتھیار ڈھونڈ کر جیتنی ہے** 🔥

باشم نے سب کو دیوار کی طرف دھکیلا۔

...یہ ابھی صرف ایک آئی ہے“  
...باہر ساری رات مکھیاں ہیں  
...اور یہ... نئی قسم  
اگر پوری تعداد میں آگئیں  
”تو ہم آخری انسان ہوں گے گروہ کے۔

ریحان نے پوچھا

”پھر کیا کریں!؟“

باشم نے آہستہ مگر سخت لہجے میں کہا

بمیں... اس کی کمزوری ڈھونڈنی ہے۔“  
—لیکن ابھی نہیں  
”ابھی صرف زندہ رہنا ہے۔

اوپر چھت میں  
اور سوراخ بنتے جا رہے تھے۔

آوازیں آ رہی تھیں۔

**...ایک نہیں**

**...دو نہیں**

**...پانچ**

**...سات**

**...دس**

ریحان کی آواز کانپ گئی

”!باشم... یہ... پورے جھنڈ کے ساتھ آئے ہیں“

باشم نے آنکھیں بند کیں۔

آج صرف زندہ رہنا ہے۔“  
...کل

”ہماری جنگ شروع ہوگی۔

...رات ختم نہیں ہوئی ●  
مگر امید کا پہلا انگارہ جل اٹھا تھا۔

## باب 36 - جنگل کے دل میں چھپا ہوا راز 📖

● وہ چیز... جو موت کو مار سکتی تھی

صبح ہوئی،  
مگر دھوپ کمزور  
پیلے رنگ کی  
جیسے ہزاروں مکھیوں کے پروں سے چھنی ہو۔

پوری رات کی تباہی کے بعد  
گھر میں خاموشی ایسے بیٹھی تھی  
جیسے لوگ سانس بھی آہستہ لے رہے ہوں۔

باشم نے سب کو جمع کیا۔

ہمیں زندہ رہنے کے لیے“  
لڑنے کی ضرورت ہے۔  
اور لڑنے کے لیے  
”...ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں

ریحان نے دھیرے سے کہا

”...پر... ایک جگہ ہے“  
...جنگل میں  
جہاں بوڑھے لوگ کہا کرتے تھے  
”...کہ ‘پہلی مخلوق’ کو مارنے والی چیز چھپی ہے

باشم نے چونک کر پوچھا

”یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی؟“

ریحان نے سر جھکا کر کہا

کیونکہ اس جگہ تک پہنچنے کے لیے“  
دینی پڑتی ہے۔ QURBANI تین زندگیوں کی  
ور نہ وہ چیز ہاتھ نہیں لگتی۔  
”...کبھی کسی نے کوشش ہی نہیں کی

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

نصیر نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا

”...اگر ہم نہ گئے“

...تو یہ سب

...یہ بچے

...ہم سب

”...ایک ایک کر کے ختم ہو جائیں گے

باشم نے فیصلہ سنا دیا

ہم جائیں گے۔“

آج ہی۔

—اور جو بھی ہو

”ہم وہ چیز لے کر آئیں گے۔

وہ سفر... جس کی واپسی کی کوئی امید نہیں 🌲

دوپہر تک

صرف 7 بہادر مرد تیار ہوئے

باشم

ریحان

نصیر

”سراج کا بڑا بھائی“کرار

عمران

بختیار

اور 17 سالہ لڑکی ”عروج“ (جو تیر چلانے میں ماہر تھی)

سب نے خاموشی سے

—اپنے پیچھے اپنے گھروں کو دیکھا

جیسے شاید آخری بار دیکھ رہے ہوں۔

پھر وہ جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔

...جنگل

کبھی بھی اتنا خاموش نہیں تھا۔

کوئی پرندہ نہیں

کوئی جانور نہیں

صرف مکھیوں کی دور سے آتی

...مدھم بھنبھناہٹ

● جنگل کا دل – سیاہ بادشاہ کا مزار

تین گھنٹوں کے سفر کے بعد  
وہ ایک ایسی جگہ پہنچے  
جسے دیکھ کر سب کی ٹانگیں کانپ گئیں۔

سات کالی چٹانیں  
گول دائرے میں کھڑی تھیں۔  
ان کے بیچ میں  
ایک سیاہ رنگ کا قدیم پتھر تھا  
جس پر  
انسان، حیوان اور مکھی  
تینوں کی تصویریں بنی تھیں۔  
ریحان نے خوفزدہ آواز میں کہا:  
”یہ... ‘سیاہ بادشاہ’ کی قبر ہے“  
”...پہلی مخلوق کا باپ

پتھر کے بیچ  
ایک چھوٹی سی لکیر تھی  
جیسے کوئی دراز بند ہو۔  
باشم نے ہاتھ آگے بڑھایا۔  
—جیسے ہی اس کی انگلی لگی

!پھوووووووم

زمین لرز گئی۔

پتھر پر لکھائی چمکنے لگی

“

تین جانیں دو ✨  
تب روشنی کی راہ کھلے گی  
“

سب ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے۔

نصیر کی سانس رک گئی۔

”اگر تین لوگ نہ مرے“  
”...تو وہ چیز ہاتھ نہیں آئے گی

قربانی – وہ لمحہ جس نے فضا کو خون کر دیا 💔

لمحہ بے رحم تھا۔

خاموشی قاتل تھی۔

...پھر  
ایک آواز آئی۔

”...میں چلتا ہوں“

—یہ کرار تھا  
سراج کا بھائی۔  
جس کی ماں پچھلی رات مر چکی تھی۔  
”...میری دنیا تو ویسے بھی ختم ہو گئی ہے“

سب کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

دوسری آواز آئی۔

”...میں بھی“

یہ بختیار تھا۔  
اس کے چہرے پر سکون تھا۔

میں اپنے بچوں کو  
”...ایسی دنیا نہیں چھوڑ سکتا

...تیسری آواز  
—سب نے روکنی چاہی  
مگر وہ پھر بھی بولی۔

”...میں... بھی تیار ہوں“

یہ عروج تھی۔

سب چیخ پڑے

”!نہ کرو! تم بچی ہو“  
—ہم کوئی اور راستہ“  
”!نہیں“

عروج نے آنسو صاف کر کے کہا

میری ماں... مخلوق نے پچھلے سال کھا لی تھی۔“  
میں ڈر کر نہیں جی سکتی۔

...میری موت شاید  
”...کسی اور بچے کی زندگی بن جائے

باشم نے سر جھکا لیا۔

تینوں کندھے سے کندھا ملا کر  
اس سیاہ پتھر کے بیچ کھڑے ہو گئے۔

زمین ہلنے لگی۔

پتھر چمکنے لگا۔

...پھر

—ایک خوفناک چیخ

!!!!چھییییییا!!!!

تینوں کے جسم

دھند میں بدلنے لگے۔

...ان کے چہرے

...ان کے ہاتھ

ہر چیز تحلیل ہونے لگی۔

کرار کی آخری آواز

...میری ماں سے... کہنا“

”...میں... آ رہا ہوں

بختیار کی آخری آواز

”...بچوں کو... کہنا... بہادر رہیں“

عروج کی آخری آواز

”...یہ جنگ... جیت لینا“

...پھر تینوں دھواں بنے

اور پتھر انہیں اندر کھینچ کر

خاموش ہو گیا۔

وہ چیز — جس سے مخلوق مرتی ہے 🔥

پتھر کے بیچ کی لکیر

ہلکی سی کھل گئی۔

اندر

ایک سیاہ چمکتی ہوئی لاٹھی تھی۔

اس کا سرا

خنجر جیسا

اور اس میں سے

— روشنی نہیں  
بلکہ اندھیرا نکل رہا تھا۔

ریحان نے پلتے ہاتھوں سے کہا

”...یہ“  
...یہ ’سایہ خنجر‘ ہے  
...یہ روشنی کو نہیں مارتا  
”...یہ ’اندھیرے‘ کو مارتا ہے

— یعنی  
یہی مخلوق کی کمزوری تھی۔

باشم نے اسے ہاتھ میں لیا۔  
ایک جھٹکے سے  
وہ خنجر  
آسمان کی طرف اٹھ گیا۔

— اور جیسے ہی اٹھا  
دور سے آتی مکھیوں کی آواز  
زخمی جانور کی چیخوں میں بدل گئی۔

مخلوقات کو  
...پتا چل چکا تھا

انسانوں نے  
ان کا موت والا ہتھیار  
حاصل کر لیا تھا۔

● جنگ... بس اب شروع ہونے والی تھی۔

## ”باب 37 –“ اندر بڑھتی ہوئی آگ... اور مخلوق کا پہلا حملہ 📖

— سایہ خنجر ہاتھ میں تھا  
مگر ساتھ ہی  
پوری فضا ہلنے لگی۔

...بوا سیاہ بوتی جا رہی تھی 🌫️

جیسے اندھیرا اب زندہ ہو گیا ہو۔

باشم نے خنجر مضبوطی سے تھاما۔  
ریحان نے آہستہ کہا

...وہ ہمیں ڈھونڈ رہے ہیں“

...پہلی بار

”...ان کو انسانوں سے خطرہ محسوس ہوا ہے

نصیر نے جلدی سے سب کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔

”!چلو! یہاں سے فوراً نکلنا ہوگا“

...لیکن

پہلے قدم سے پہلے ہی جنگل چپ نہ رہا۔ ●

بھنبھناہٹ نہیں... چیخیں۔ 🐛

— دور نہیں

بالکل پاس۔

درختوں کے بیچ سے

...سینکڑوں نہیں

ہزاروں مکھی نما مخلوق

جھنڈ کی صورت میں نکل رہی تھیں۔

ان کی آنکھیں

...انسانی آنکھوں جیسی سرخ

ان کے پر

...بلیڈ کی طرح تیز

اور ان کے چہرے

...آدھے انسان

آدھے کیڑا۔

ریحان نے خوف سے کانپتے ہوئے ہوا میں دیکھا۔

...یہ... یہ تو رانی مکھی کا لشکر ہے“

”...عام مکھیوں سے دس گنا طاقتور

باشم نے تلوار اٹھا لی۔

— جو بھی ہو“

”!آج پیچھے نہیں ہٹنا

پہلی جھڑپ — انسانی طاقت کا پہلا ثبوت 🔥

چار مخلوق جھپٹ کر عمران پر گریں۔

اس کے کندھے میں دانت اتر گئے۔

وہ چیخا

”!!!!باشم“



—ہاشم نے سایہ خنجر گھمایا  
اور صرف ایک جھٹکا۔

### چمکتی ہوئی سیاہ روشنی ⚡

چاروں مخلوق کو چھوتے ہی  
انہیں خاک میں بدل گئی۔

ریحان کے منہ سے بے اختیار نکلا

”یا خدا“

”یہ چیز واقعی... موت ہے ان کی

،نصیر نے عمران کو سہارا دیا  
—اس کے زخم سیزنے لگے تھے  
مگر وہ بچ گیا۔

مخلوق پیچھے ہٹی۔

سایہ خنجر کی طاقت  
ان کو جلا رہی تھی۔

مگر...

### یہ ختم نہیں ہوئے۔ ●

—بلکہ

### ایک بہت بڑا سایہ نمودار ہوا۔ ✨

درختوں کے بیچ سے  
ایک بہت بڑا مکھی نما دیو نکل کر آیا

چار بازو

دھات جیسے پر

لمبا انسانی چہرہ

اور دو سینگ

ریحان چیخ اٹھا

”یہ... ‘محافظِ قبر’ ہے“  
”سیاہ بادشاہ کے مزار کا رکھوالا

ہاشم نے خنجر تانا۔

دیو نے خوفناک آواز میں کہا

...تم نے جو ہمارا تھا“  
وہ لے لیا۔  
...اب اس کی قیمت  
”خون ہے۔

## جنگل کی سب سے خطرناک لڑائی ✂

دیو حملہ آور ہوا۔

ہاشم نے اس کی بازو پر وار کیا۔  
—سایہ خنجر جوں ہی لگا  
گوشت جلنے لگا۔

دیو دھاڑا:

”!!!!—نہیں ممممممممم“

اس دھاڑے سے  
زمین لرز گئی۔  
درخت ہل گئے۔  
عروج کی قربانی کی گونج  
جیسے پورے جنگل میں سنائی دے رہی تھی۔

نصیر نے تیر چلایا۔  
تیر دیو کے کندھے میں لگا— مگر وہ گرا نہیں۔

،دیو نے جھپٹ کر بختیار کی خالی جگہ کی طرف دیکھا  
جہاں ابھی کچھ دیر پہلے وہ کھڑا تھا۔

ریحان بول اٹھا:

”ایہ... یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم سات ہیں“

عروج، کرار اور بختیار کی روحیں  
اب بھی کہیں اس کے لیے دشمن تھیں۔

دیو چیخا۔  
—وہ ہوا میں بلند ہوا  
اور سب پر تیزی سے جھپٹا۔

—ہاشم نے پوری طاقت سے خنجر اوپر اٹھایا  
...اور جیسے ہی دیو قریب آیا

**خنجر اور دیو کا ٹکراؤ ⚡**

...ایک دھماکہ  
...دھواں

...روشنی  
اور دیو پیچھے جا پھینکا گیا۔

اس کے پر جل گئے تھے۔  
اس کا چہرہ پگھلنے لگا تھا۔  
وہ گھٹنے ٹیک کر گرجا

...یہ خنجر“  
”—یہ تو... ہمارا... اخت

زور دار چمک نے  
اسے مکمل راکھ بنا دیا۔

اور جنگل میں  
سناٹا چھا گیا۔

## واپسی — خوف، دکھ... اور امید کی چمک

سب بانپ رہے تھے۔  
زخمی تھے۔  
تھکے ہوئے تھے۔

ریحان نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا

ہم نے... اسے مار دیا۔“  
”...ہم... واقعی... جیت سکتے ہیں

باشم نے آسمان کی طرف دیکھا۔

...کرار... بختیار... عروج“  
”...ہم خالی باتھ نہیں آئے

وہ خنجر کو لپیٹ کر کپڑے میں چھپاتا ہے۔

اچانک دور سے  
مکھیوں کی ایک بہت بڑی چیخ سنائی دیتی ہے۔

نصیر ڈر کر کہتا ہے

...یہ تو وہ آواز ہے“  
...جو صرف ‘رانی مخلوق’ نکالتی ہے  
...اس کا مطلب

ریحان کی آنکھیں پھیل گئیں

انہیں پتا چل گیا ہے کہ“  
...محافظ مر گیا ہے  
”!اب وہ خود... ہماری طرف آ رہی ہے

سب ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

باشم نے آپستہ سے خنجر نکالا  
اس کی سیاہ روشنی آسمان میں اٹھی۔

اور اس نے صرف ایک جملہ کہا

”...آج کی رات“  
اصل جنگ ہوگی۔  
چلو – کالونی

”واپس

وہ دوڑنے لگے۔  
جنگل کانپ رہا تھا۔  
ہوا میں موت کی مہک تھی۔

...اور اب

## ”باب 38 –“ رانی مخلوق کا غصہ... اور کالونی پر پہلا بڑا حملہ 📖

اندھیرا جو زندہ ہو گیا ●

جنگل کی وہ رات  
—صرف اندھیرا نہیں تھی  
یہ زندہ تھا، سانس لے رہا تھا، اور ہر شاخ کے پیچھے  
موت چھپی تھی۔

باشم، ریحان، نصیر اور باقی سب  
سایہ خنجر کے ساتھ کالونی کی طرف دوڑ رہے تھے۔  
ہر قدم کے ساتھ  
زمین کانپ رہی تھی۔

—دور سے سنائی دی  
ووو ووو ... ووو ووو  
ایک آواز جس میں صرف درد، غصہ اور انتقام تھا۔

ریحان نے باشم کی کمر پر ہاتھ رکھا

”یہ... یہ رانی مخلوق ہے“  
...وہ خود چل رہی ہے  
”ہم پر... کالونی پر... مارنے

باشم نے خنجر کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا

تیار رہو۔“  
”یہ ہماری آخری لڑائی ہے۔

## کالونی کا پہلا بولناک حملہ 🗡️

رات کے آدھے پہ کالونی میں  
چپکے سے مخلوق نے گھسنا شروع کیا۔  
درختوں کے سائے  
ان کی شکل بدل کر  
انسانی شکل کی دکانوں کی طرح لگنے لگے۔

اندھیرے میں  
سناٹا، صرف بچوں کی ہچکیاں اور  
کچھ گھریلو جانوروں کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔

## پہلا نقصان

ایک گھر کے باہر  
،نصیر کی بہن، سلمیٰ  
چھت سے گر کر مخلوق کی جھپٹ میں آگئی۔

اس کی چیخ  
پوری کالونی میں گونجی۔  
لوگ پیچھے ہٹے، لیکن کچھ دیر بعد  
مخلوق نے آگے بڑھ کر  
:دو اور لوگ نگل لیے

،جاوید کی بیوی

ایک چھوٹا بچہ، 7 سال کا۔

سب کے دل کانپ گئے۔  
:ریحان نے ہاشم کی طرف دیکھا

”!ہم نے پہلے کبھی اتنی تباہی نہیں دیکھی... یہ سب ختم ہو جائے گا“

## کالونی والوں کی پہلی مزاحمت ✂️

ہاشم نے سب کو اندر ایک بڑے گھر میں جمع کیا۔  
سایہ خنجر کی روشنی  
دیواروں پر پھیل گئی۔

—سب نے سوچا  
اب بس ایک ہی راستہ ہے: لڑنا۔

پہلے تین نوجوان  
(فروا، ایمن اور اویس)  
باہر جا کر چھتوں سے تیر چلانے لگے۔  
مخلوق پر چھتوں سے آگ کی طرح گرنے لگے۔

—مخلوق چیخی  
اس کے خون کی بو ہوا میں پھیل گئی۔

### رانی مخلوق کی آمد 🔥

اسی لمحے  
سب کے اوپر چہت سے  
رانی مخلوق کا پہلا جلوہ نمودار ہوا

،پانچ بازو

،سیاہ اور چمکتے پر

،آنکھیں انسانی

منہ میں چھوٹے چھوٹے دندان

اور ایک دم سے گرج کی طرح دھواں نکالتا جسم۔

—اس کی آواز

”...وووووووووووو“

صرف انسان کے کان نہیں، بلکہ دل کو بھی لرزا رہی تھی۔

### سب سے بڑی قربانی ✨

،سب نے دوڑنا چاہا

مگر نصیر نے کہا

!اب پیچھے نہیں ہٹنا“

”!اب صرف لڑائی باقی ہے

ریحان، ہاشم اور باقی سب

خنجر کے ساتھ میدان میں آگئے۔

،رانی مخلوق نے ایک جھپٹ مارا

اور سب کے سامنے

نصیر کے چھوٹے بھائی کو نگل لیا۔

—فروا نے تیر چلایا

مگر مخلوق کا بازو اتنا سخت تھا کہ

تیر ٹکرا کر واپس آگیا۔

—ہاشم نے خنجر گھمایا

—ایک جھٹکا لگا

مخلوق چیخی اور پیچھے ہٹی۔

### جنگ کی شدت 🗡

اب سب کے پاس صرف ایک ہی ہتھیار تھا  
**سایہ خنجر۔**

ہر مخلوق جو آگے بڑھتی

خنجر کی روشنی میں جل کر راکھ ہو جاتی۔

مگر رانی مخلوق

**تھکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔**

ایک ایک کالونی والا

اس کی زد میں آ رہا تھا۔

جاوید زخمی

ریحان زخمی

ایک بچے کو چبا لیا گیا۔

ہر چیخ کے ساتھ

باشم کی آنکھوں میں اور آگ بڑھ رہی تھی۔

**کلائمکس – انسانوں کی آخری طاقت 🌟**

باشم نے خنجر کو آسمان کی طرف بلند کیا

!یہ آخری لمحہ ہے“

”اب یا جیتیں گے، یا مر جائیں گے

—سایہ خنجر سے ایک لمبی روشنی نکلی

—پوری کالونی کو ڈھانپ گئی

رانی مخلوق چیخی، پرواز کرتی ہوئی

زمین پر گرنے لگی۔

اس کا بازو ٹوٹا

اس کا سر ٹوٹا

اس کے پنجے جل کر راکھ ہوئے۔

کالج کے آخر میں

**انسانوں نے فتح حاصل کی۔**

**صبح – تباہی کے بعد کی خاموشی 🌅**

صبح ہوئی

مگر کالونی تباہ تھی

کئی گھروں کی چھتیں ٹوٹ گئیں

لوگ زخمی

کچھ فوت ہوئے، جن کی یاد باقی تھی۔

باشم نے سب کو جمع کیا  
سایہ خنجر ہاتھ میں تھامے

...ہم نے جیت لیا“  
...مگر یہ جیت  
”ہمارے پیاروں کی قربانی کے بغیر ممکن نہ تھی۔

ریحان نے آہستہ کہا  
...یہ کہانی ختم نہیں ہوئی“  
...لیکن اب انسانیت نے پہلی بار  
”اندھیرا ماری ہے۔

## ”باب 39 – “اندھیروں کے بعد... روشنی کی پہلی کرن 📖

تباہ شدہ کالونی 🏠

صبح کی روشنی  
دھیرے دھیرے کالونی میں پھیل رہی تھی۔  
— مگر یہ روشنی، خوشی کی نہیں  
یہ تباہی، دکھ اور یادوں کی روشنی تھی۔

،چھتیں ٹوٹی ہوئی تھیں  
،زمین پر گھاس اور مٹی کے ڈھیر بکھرے تھے  
اور کچھ گھروں کی دیواریں  
اندھیروں کی مار سے اب بھی کالی تھیں۔

،کچھ لوگ زخمی  
،کچھ فوت ہو چکے  
اور کچھ اپنی قربانی کی یاد میں  
خاموش کھڑے تھے۔

باشم نے سایہ خنجر ہاتھ میں تھامتے ہوئے  
سب کو جمع کیا۔

،یہ ہماری جیت ہے“  
مگر اس کی قیمت بہت مہنگی تھی۔  
،ہر زخمی، ہر مرنے والا  
...ہر خوف، ہر رات  
”سب ہمارے اوپر بوجھ بنے، مگر ہم نے اندھیرا ماری ہے۔

انسانیت کا پہلا سانس 🌱

،نصیر نے اپنے بچے ایمن اور اویس کو گود میں پکڑا  
ان کی آنکھوں میں خوف کی جگہ



ہمت اور جان کی روشنی دکھائی دی۔

ریحان نے آہستہ کہا  
”یہ روشنی... پہلی بار“  
ہم نے یہ محسوس کی ہے  
کہ ہم زندہ ہیں  
”...ہم جیت گئے ہیں“

سب لوگ خاموش  
اپنی سانسیں سنبھال کر  
ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔  
کچھ کے آنسو خوشی میں  
کچھ کے آنسو درد اور قربانی کی یاد میں بہ رہے تھے۔

### 🔥 کالونی کی پہلی مرمت

ہاشم نے سب کو حکم دیا  
”ابھی وقت ہے“  
ہم اپنے گھروں کو دوبارہ تعمیر کریں  
زمین کو صاف کریں  
”اور اپنے پیاروں کی یاد میں زندہ رہیں۔“

لوگ، تھکے ہوئے مگر جیتے ہوئے  
آہستہ آہستہ ٹوٹے ہوئے گھروں کو صاف کرنے لگے  
مٹی بٹائی گئی  
چھتیں دوبارہ سمیٹی گئیں  
اور زخمیوں کو علاج کے لیے ایک چھوٹا مرکز بنایا گیا۔

### 🌅 یادیں اور قربانی

پچھلی رات کی جنگ  
مخلوق کی چیخیں  
—اپنے پیاروں کی موت  
یہ سب لوگ دل میں سمیٹ رہے تھے۔

ہاشم نے سب کو کہا  
”ہماری جیت محض طاقت کی نہیں“  
یہ ہمت، قربانی، اور ایمان کی جیت ہے۔  
جنہیں ہم نے کھویا... وہ کبھی بھولے نہیں جائیں گے  
”مگر ان کی قربانی ہمیں زندہ رکھے گی۔“

ریحان نے چھوٹے اویس سے کہا  
”یہ سایہ خنجر“  
اب صرف حفاظت کے لیے ہے  
یہ ہمیں کبھی بھولنے نہیں دے گا  
”کہ ہم نے کس قیمت پر یہ جیت حاصل کی۔“

## اندھیروں کے بعد روشنی 🌟

کالونی کی گلیوں میں  
اب پہلی بار روشنی اور خاموش سکون تھا۔

پرنندے دوبارہ گانے لگے،  
ہوا نرم تھی  
اور زمین پر  
چمکتے ہوئے قطرے  
ان سب کی قربانی کی عکاسی کر رہے تھے۔

ہاشم نے آہستہ سے کہا  
”یہ سب ختم نہیں ہوا“  
مگر ہم نے پہلا قدم اٹھا دیا۔  
ہم نے یہ ثابت کر دیا  
کہ انسان، اپنے ایمان اور ہمت سے  
”اندھیروں کو بھی مات دے سکتا ہے۔“

## آخری منظر – امید کی کرن 🌈

سب لوگ اکٹھے  
سایہ خنجر سامنے رکھ کر  
کالونی کی آخری گلیوں سے باہر دیکھ رہے تھے۔

دور درختوں کے بیچ  
جنگل کے کنارے  
روشنی کی ایک نرم کرن  
ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔

یہ کرن  
نہ صرف سورج کی تھی  
نہ صرف دن کی  
یہ امید، قربانی، اور جیت کی کرن تھی  
جو ہر دل میں بس گئی۔

## باب 41 – پانچ سال بعد... روشنی کی کالونی 📖

### صبح کا طلوع 🌅

پانچ سال گزر چکے تھے۔  
کالونی کی گلیوں میں  
ہر طرف سبزہ، پھول، اور درخت لگ چکے تھے۔  
مٹی کی خوشبو اور ہلکی ہوا  
سب کے چہروں پر مسکراہٹ لے آئی تھی۔

چھوٹے بچے جو کبھی خوف کے مارے  
، چھتوں کے نیچے چھپتے تھے  
اب دوڑتے، کھیلنے، اور ہنستے ہوئے  
کالونی کی گلیوں میں چہل قدمی کر رہے تھے۔

### لوگوں کی نئی زندگی 🌱

،باشم اور نصیر  
،اب سفید بالوں اور زخموں کے نشان لیے  
گلی میں بیٹھ کر نئے گھر بنانے والوں کی نگرانی کر رہے تھے۔  
،فروا نے چھوٹے بچوں کو تعلیم دینا شروع کر دی تھی  
اور اویس اور ایمن بڑے ہو کر  
کالونی کے دفاع کی تربیت لینے لگے تھے۔

،نصیر کی بیوی فریال  
،اب سب کے لیے غذا اور علاج کا انتظام کر رہی تھی  
گھر کے اندر اور باہر  
سب ایک ساتھ کام کر رہے تھے۔

### سایہ خنجر کا نشان 🔥

،سایہ خنجر، جو کبھی مخلوق کا خوف تھا  
—اب کالونی کے مرکزی ہال میں رکھا ہوا تھا  
ایک یاد دہانی کہ  
،اندھیرا کبھی طاقتور نہیں  
اگر انسان متحد اور بہادر ہو۔

،باشم اسے دیکھ کر کہتا  
،یہ صرف ہتھیار نہیں  
”یہ ہماری قربانی اور حوصلے کی علامت ہے۔“

### کالونی کی حفاظت اور خوشحالی 🌈

پانچ سال میں، کالونی  
ایک مضبوط قلعہ بن گئی۔  
،چھتیں مضبوط، دیواریں بلند  
اور ہر گھر کے پاس چھوٹا سا باغ لگا ہوا تھا۔

،بچے ہنس رہے تھے  
،لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے  
اور ہر شام، لوگ  
ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر  
،پچھلی تباہی کی یادوں کو یاد کرتے  
مگر خوف کے بغیر۔

### ایک لمحہ امید اور سکون 🌟

باشم نے آسمان کی طرف دیکھا۔  
پرنڈے گانے لگے، سورج کی روشنی ہر چیز پر پڑ رہی تھی۔  
یہ وہی کالونی تھی  
جسے کبھی مخلوق نے خوفزدہ کر رکھا تھا  
لیکن اب یہ روشنی، زندگی، اور امید کی علامت بن چکی تھی۔

ریحان نے آہستہ کہا  
”دیکھو... ہم نے وہ سب کچھ برداشت کیا“  
”جو کبھی ناقابل برداشت لگتا تھا  
”اور آج... ہم زندہ اور آزاد ہیں۔“

باشم نے مسکرا کر کہا  
”یہ صرف ہمارا حوصلہ تھا“  
...اور قربانی  
جس نے ہمیں اندھیروں سے نکالا  
”اور روشنی کی طرف لے آیا۔“

### اختتامی منظر 🌟

کالونی کے بچے کھیل رہے تھے  
بڑے لوگ نئے گھر بنا رہے تھے  
پھول کھل رہے تھے  
اور سورج کی روشنی زمین پر پڑ کر  
ہر دل کو امید اور سکون دے رہی تھی۔

—کالونی—ایک بار خوفناک، تباہ شدہ جگہ  
اب انسان کی ہمت، قربانی، اور اتحاد کی علامت تھی۔

🌟 اختتام: روشنی کی کالونی۔

## ناول ادھار خاتم

